مفت
سلسلہ اشاعت
نمبر 59

خصائصِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

حضرت علامہ مولانا
سید محمود احمد رضوی صاحب مدظلہ العالی

جمعیّت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی ۷۴۰۰۰

اشاعت نمبر ——— ۵۹ ویں
نام کتاب ——— "خصائص مصطفیٰ ﷺ"
مولف ——— علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ العالی
تعداد ——— ۲۵۰۰
سن اشاعت ——— جنوری ۱۹۹۸ء
ہدیہ ——— دعائے خیر بحق معاونین
ناشر ——— جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
——— نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

●● ——— ●●

حضرت علامہ مولانا سید محمود احمد رضوی صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کے مقام اور علمی جلالت کو اپنے اور غیر سب ہی تسلیم کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب "خصائص مصطفیٰ ﷺ" حضرت علامہ موصوف کے رشحات قلم کی سحر کاریوں کا نتیجہ ہے جس میں حضور سید المرسلین، خاتم النبیین، محبوب رب العالمین، نور مجسم، سید عالم، ہادی سبل، ختم رسل، سید کل، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا حلیہ مبارک (سر اقدس سے لے کر قدم پاک تک) کے خصائص، فضائل، برکات، حسنات اور آپ کا حسین و جمیل سراپا مقدس مستند و معتبر روایات و احادیث سے اخذ کر کے درج کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ اشاعت بھی حلقہ قارئین میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائے گی۔

فقط.... ادارہ

الحمد للہ رب العالمین

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

حمد ہے اس خدا کے لئے جو پروردگار عالم ہے جو رحمٰن و رحیم، کریم و حلیم ہے جس نے ایک امر کن سے ساری کائنات بنائی اور انسان کو عزت و کرامت کا تاج پہنایا۔ جس نے فضل و کرم، جود و سخا کے دریا بہا دئے۔ انعام و اکرام کی نچھاور کی۔ اور اپنے محبوب کو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

وہ قدوس ہے، اس کے تقدس کے بیان اور اس کی نعمتوں کے شکریہ کی کس میں طاقت ہے! وہ قاہر ہے، اور اس کے قہر و غضب کی کس میں برداشت ہے!

مختصر یہ کہ!

وہ مالک ہے .... اور .... ہم مملوک
وہ خالق ہے .... اور .... ہم مخلوق
وہ رازق ہے .... اور .... ہم مرزوق
وہ رب العالمین ہے اور ہم اس کے بندے
اور اسی کی بندگی و نیاز مندی پر ہمیں ناز ہے

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

درود ہو اس رہبر اعظم رسول معظم ﷺ پر جو اپنے ہمراہ وہ نسخہ کیمیا لائے جو قلزم حقائق اور مطلع الانوار ہے جو کوثر علوم و معرفت اور مخزن الاسرار ہے۔ جو حقائق رحمانی و معارف ربانی کا گنجینہ اور ہدایت و موعظت کا خزینہ ہے۔ جو خداوند ذوالجلال کا آخری پیغام اور کائنات کا آخری ضابطہ حیات ہے جس پر چل کر قوم مسلم دینی و دنیوی عروج حاصل کر سکتی ہے!

سلام ہو! آسمان نبوت کے نیر اعظم ﷺ پر جس کی پاک تعلیم نے تاریک

قلوب روشن، پھوٹی آنکھیں بینا، بہرے کان شنواء، اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دیں۔ انسان کو انسان بنایا اور خدا تک پہنچایا۔ سنگلاخ زمینوں پر علم و معرفت کے چشمے بہائے اور ہر تفسیدہ لب کے سامنے جام کوثر لے کر خود آگے بڑھا۔

درود ہو! اس نبی اکرم رسول مکرم سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ **والثناء** جو اللہ عزوجل کے خلیفہ اعظم نائب اکبر اور آخری رسول ﷺ ہیں۔ جن کی ذات ستودہ صفات پر نبوت و رسالت ناز کرتی ہے اور جن کی عظمت و رفعت، شوکت و سطوت، جبروت و جلال کا خطبہ رب العالمین پڑھتا ہے۔

سلام ہو! اس نبی محترم ﷺ پر جو رحمت اللعالمین ہے، کوثر کا ساقی، جنت کا قاسم، مملکت خداوندی کا مالک غریبوں، مفلسوں کا مددگار، یتیموں، بے کسوں کا والی اور بے سہاروں کا سہارا ہے۔ جس نے ڈوبتی کشتیاں ترائیں، ہلتی نیویں جمائیں، روتی آنکھیں ہنسائی ہیں، جو انسانیت کا غمگسار اور ان کے حقوق کا محافظ و نگہبان ہے۔

مختصر یہ کہ!

وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور ساری مخلوق کا مخدوم ہے!

لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو اپنے والد مکرم و استاذ معظم حضرت امام المناظرین، شیخ المحدثین، سید المفسرین مولانا الحاج علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ ناظم و مفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور (پاکستان) کے نام نامی و اسم گرامی کے ساتھ منتسب کرتا ہوں۔

(محمود رضوی)

نگاہ اولین

اولین و آخرین کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ رب العزت جل مجدہ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل و اکرم حضور سید المرسلین محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات والا صفات تمام کمالات دینی و دنیاوی کی جامع ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے جو انسان کی سرحد عقل سے باہر ہے۔

یوں تو دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش پیغمبر مبعوث ہوئے مگر یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے چند ہستیاں بھی ایسی نہیں ہیں جن کے مکمل حالات اور صحیح خدوخال تاریخ عالم یا ذہن انسانی میں محفوظ ہوں۔ یہ بہت بڑی فضیلت اور خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیت اور آپ ﷺ کا ایک زبردست معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات اقدس، آپ کے حالات، آپ کی صورت و سیرت، آپ کی تبلیغی سرگرمیاں من و عن صفحات تاریخ پر ہی نہیں بلکہ ہزاروں ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کے اعضائے کریمہ کا حال ایسا ظاہر ہے گویا تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ سر اقدس سے لے کر قدم مبارک تک کے اوصاف جمیلہ احادیث میں ایسی احتیاط کے ساتھ جمع ہیں جن کو پڑھ کر عاشقان احمدی ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی ذات گرامی چلتی پھرتی نظر آتی ہے!

اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی حسن و جمال کی پیکر تھی اور آپ کا ہر عضو، قدرت خداوندی کا مظہر تھا اور قدرت نے آپ ﷺ کو بے مثل و بے نظیر بنایا تھا اور ایسے حسین سانچے میں ڈھالا تھا، جس کی مثال ناممکن ہے اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان، حضور نور مجسم ﷺ کے سراپائے مقدس کو لفظی جامہ پہنا کر بیان کرنے سے قاصر ہے، الفاظ مجبور ہیں، کائنات اپنی تمام وسعتوں اور رعنائیوں کے ساتھ محدود ہے اور آپ ﷺ کے فضائل و کمالات غیر محدود ہیں اس لئے قلم، الفاظ، زبان آپ ﷺ کے حقیقی خدوخال پیش نہیں

کرسکتے تاہم اپنی اپنی طاقت و وسعت کے لحاظ سے عاشقان جمال محمدی ﷺ نے آپ ﷺ کے سراپا مقدس کا نقشہ الفاظ کے جامہ میں پیش کیا ہے۔ لیکن اعتراف سب یہی کرتے ہیں کہ ان جیسا نہ دیکھا نہ دیکھا گیا نہ دیکھا جائے گا اب تک اردو زبان میں سیرت مبارکہ پر کافی کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور مجموعی حیثیت سے آپ ﷺ کی زندگی کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جو تحریر میں نہ آچکا ہو مگر میں کچھ اور چاہتا تھا اور وہ ہے آپ ﷺ کے جسم اقدس کے ایک ایک عضو کے خصائص و فضائل! الحمد للہ! میں آج اس کوشش ناتمام کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جب آپ' محبوب دو عالم ﷺ کے سراپا مقدس کو پڑھ کر عشق و ایمان کی دولت سے مالامال ہوں گے تو اس خادم بارگاہ رسالت کو ضرور دعائے خیر میں یاد رکھیں گے!

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا...... ان الوقت یعود گزرا ہوا وقت واپس آسکتا ہے کیوں کہ حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں آرام فرما ہوئے حتی کہ سورج غروب ہوگیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میری عصر کی نماز فوت ہوگئی ہے۔

فقال اللهم انه کان فی طاعتک و طاعة رسولک

فارددها علیه فردت حتی صلی العصر

حضور ﷺ نے دعا فرمائی الہٰی ... یہ علی' تیری اور تیرے نبی ﷺ کی خدمت میں تھا۔ اس کے لئے سورج کو لوٹا دے سورج لوٹ آیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز وقت میں ادا فرمائی۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

والحدیث صححه الطحاوی و عیاض۔ و اخرج جماعة منهم الطبرانی بسند حسن و اخطاء من جعله موضوعا شامی ج ا ص ۲۶۵

اس حدیث کو امام طحاوی نے صحیح کہا۔ اور ایک جماعت جن میں امام طبرانی بھی ہیں) نے اس حدیث کو بسند حسن ذکر کیا اور جس نے اس حدیث کو موضوع کہا اس نے غلطی کی۔

بے مثل بشریت

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

یہ حقیقت ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ کی حقیقت کو جاننا اور آپ کی بشریت پر قلم اٹھانا بہت مشکل ہے۔ صدیق اکبر ؓ کا مرتبہ افضل الخلائق بعد الانبیاء ہے مگر اس کے باوجود ان سے فرمایا گیا۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ سوی ربی (مطالع المسرات)

اے ابوبکر! میری حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھئے شان محمد

بعض لوگ اہل سنت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی بشریت کے منکر ہیں اور آپ کو خدا کا درجہ دے دیتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان حضور ﷺ کی بشریت کا منکر نہیں ہوسکتا۔ سب مانتے ہیں کہ حضور ﷺ بشر ہیں، انسان ہیں، خدا یا خدا کے شریک نہیں۔ مگر خدا سے جدا بھی نہیں۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

اب اگر آپ سوال کریں کہ پھر اختلاف کیا ہے، تو عرض ہے کہ گستاخ و بے باک لوگ حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور ہم اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے ہمسری و برابری کا دعویٰ کرنا سخت جہالت ہے۔ حضور ﷺ بشر ضرور ہیں مگر.....

بشر ضرور ہیں پھر داخل انام نہیں
شمار دانہ، تسبیح میں امام نہیں

حضور سرور عالم ﷺ بشر ہیں مگر ہماری بشریت اور آپ ﷺ کی

بشیرت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہاں وہ ذات ستودہ صفات جو خلیفہ حق ہے اور مقام قاب قوسین تک جس کی رسائی ہے۔ حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر جو عین ذات کا مشاہدہ کرتا ہے اور کہاں ہم .... ؟ مولانا فرماتے ہیں

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

"اے وہ ذات مقدس جس کے اندر ہزاروں جبریل چھپے ہوئے ہیں خدا کے لئے ہم پر بھی کرم فرمایئے!"

عارف رومی کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ ہزاروں جبریل بھی حضور ﷺ کی بشریت کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور حضور ﷺ کی بشریت ہزارہا جبریل سے افضل و اعلیٰ اکمل و اولیٰ ہے۔

بعض گستاخ افراد کہا کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو اپنا جیسا بشر یا بھائی نہ کہیں تو کیا کہیں ... آپ ﷺ ہماری طرح کھاتے پیتے' سوتے جاگتے ہیں۔ اتنی باتوں میں شریک ہیں لہٰذا ہماری طرح بشر ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ہی غلط ہے کہ حضور ﷺ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں کیوں کہ ہم روٹی کے محتاج' پانی کے بغیر ہمارا جینا ناممکن اور حضور ﷺ کسی چیز کے محتاج نہیں' خود فرماتے ہیں :

ابیت عند ربی یطعمنی ربی و یسقینی (بخاری و مسلم)

میں اپنے رب کے ہاں شب گزارتا ہوں مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو کھانے کی ضرورت نہیں لیکن کھایا کیوں؟ صرف تعلیم امت کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ کھانے پینے کا طریقہ ہے سیدھے ہاتھ سے کھاؤ' مل کر کھاؤ' بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ وغیرہ وغیرہ۔ حضور سید المرسلین علیہ السلام کا کھانا پینا' چلنا پھرنا' تجارت کرنا' یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا ورنہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت نہ تھی' خود فرماتے ہیں :

یا عائشہ لو شئت لصارت معی جبال الذھب (بخاری)

"اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر میں چاہوں تو سونے چاندی کے پہاڑ میرے

ساتھ چلا کریں۔

اللہ اکبر ... ! چاندی، سونا اور دنیا کی نعمتیں آپ کے قدموں ہیں مگر سرکار ﷺ اپنی شہنشاہی کا اظہار نہیں فرماتے اور اپنے اختیارات فضائل کو چھپاتے ہیں اور امت کو فقرو زہد کی تعلیم دے رہے ہیں۔

قدموں پہ ڈھیر اشرفیوں کا پڑا ہوا
اور سات دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

حضور اقدس ﷺ کا اپنے بطن اقدس پر پتھر باندھنا، اپنا کام خود سرانجام دینا، سادہ غذا استعمال کرنا، کاشانہ نبوت سے سات سات دن تک دھوئیں کا نہ اٹھنا، اس لئے نہ تھا کہ معاذ اللہ آپ غریب و محتاج تھے بلکہ یہ سب تعلیم امت کے لئے تھا اور اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح میں مرضی الٰہی پر راضی ہوں اسی طرح اگر تم پر بھی آفتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور دین کی راہ میں بھوکا رہنا پڑے تو صبرو شکر کا دامن تھامے رکھنا اور زبان پر ناشکری کے الفاظ نہ لانا۔

افسوس سرکار ﷺ نے تو زہد و فقر کی تعلیم دی اور امت کو سبق پڑھانے کے لئے سب کچھ خود کیا مگر باغیوں نے ہمسری کا دعویٰ کر دیا اور آپ کو اپنے جیسا بشر کہنے لگ گئے۔

منکران عظمت رسول، اگر ایمان کی نظر سے دیکھیں اور تعصب و ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ دیں تو ایک ادنیٰ سی فکر سے انہیں معلوم ہوگا کہ حضور سرور دو عالم ﷺ عبادات، معاملات، احکامات اور اپنے جسم مبارک کے لحاظ سے کسی بات میں بھی ہم جیسے نہیں ہیں۔

کتاب “خصائص مصطفیٰ” میں آپ کے اعضاء مبارک کے خصوصیات و معجزات، فضائل و مناقب پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آپ کے سراپائے اقدس کا نقشہ ہے جو اہل محبت کے ایمان کی تازگی کا سبب ہے اور منکران عظمت رسول، کے لئے اتمام حجت ہے اور انہیں دعوت ہے کہ وہ سراپا مبارک کا مطالعہ کر کے حق کو قبول کریں کیوں کہ آج اور اسی دنیا میں موقع ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اقسام بشریت

کھیعص کی تفسیر میں حضرت شیخ رکن الدولہ سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : ۔

حضرت رسالت پناہ ﷺ سہ صورت است یکے صورت بشری **انما انا بشر مثلکم**، دوم صورت ملکی چنانکہ فرمودہ **لست کاحدکم ابیت عند ربی**، سوم صورت حقی **کما قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل** روح البیان ص ۳۱۲ پارہ نمبر۱۶

حضور علیہ السلام کی تین صورتیں ہیں : ۔

(۱) صورت بشری جس کا بیان آیت "**انما انا بشر**" میں ہے۔

(۲) صورت ملکی جس کے متعلق خود حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں۔

(۳) صورت حقی۔ جس کے متعلق فرمایا میرے لئے (خدا کے ساتھ ایک ایسی ساعت ہے) جس میں نبی مرسل اور ملک مقرب کی بھی رسائی نہیں ہے۔

عارضی بشریت

امام واسطی علیہ الرحمہ آیہ **ید اللہ فوق ایدیھم** کی تفسیر میں فرماتے ہیں : ۔

اخبر اللہ بھذہ الایہ ان البشریۃ فی نبیہ عاریۃ و اضافیۃ لا حقیقۃ (روح البیان) ص ۲۱ ج ۹

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ میرے نبی کی بشریت عارضی ہے، عاریہ ہے، اضافی ہے، حقیقی نہیں ہے۔"

ان دو ایمان افروز وہابیت سوز عبارتوں کو بار بار پڑھئے کہ بڑے بڑے افاضل حضور ﷺ کی بشریت و انسانیت کی حقیقت کو سمجھنے میں حیران ہیں اور اس دریا کا کنارہ کسی کو بھی ہاتھ نہ آیا ہے، مختصر یہ کہ ....

محمد سر وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

نورانی بشریت

امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امام بخاری، مسلم، احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ ہیں وہ اپنے مصنف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) مجھے یہ بتایئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا ....؟ حضور ﷺ نے جواب دیا :

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ (مصنف عبدالرزاق)

"اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

فوائد

(ا) حدیث ہذا میں **"من نورہ"** کا لفظ ہے۔ ہ کی ضمیر خاص ذات خدا کی طرف لوٹتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا نور، اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوا، نور صفاتی سے نہیں۔

(۲) اب رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ کا نور، اللہ تعالیٰ کے نور سے کیوں کر اور کس کیفیت سے پیدا ہوا؟ اس کی حقیقت اور اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو حدیث مذکور پر ایمان لانا ہی ضروری ہے۔

(۳) یہ کہنا کہ حضور ﷺ کا نور، اللہ تعالیٰ کے نور کا جزء یا عین ہے یا اللہ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر حضور ﷺ کے نور میں آگیا یہ سخت گمراہی اور کفر ہے۔

(۴) یہاں یہ بھی یاد رکھئے کہ حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حضور ﷺ کا نور اور اللہ تعالیٰ کا نور ایک ہے کیوں کہ مضاف مضاف الیہ میں مغایرت شرط ہے۔ عام طور پر بولتے ہیں ناقہ اللہ، روح اللہ، بیت اللہ۔ یہ اضافات تشریفی ہیں اور اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خانہ کعبہ کے اینٹ پتھر اللہ تعالیٰ کی ذات کے جزء یا عین ہیں بلا تمثیل یہ ہی حال حضور ﷺ کے نور کا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے حضور ﷺ کے نور کے پیدا ہونے کی یہ مثال دی جاسکتی ہے جیسے ایک شمع سے ہزار شمعیں روشن کی جائیں تو ظاہر ہے کہ پہلی شمع کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر دوسری شمعوں میں نہیں آیا۔

(۶) علم ہیئت کا مسئلہ ہے کہ ستارے اور چاند اپنا ذاتی نور نہیں رکھے یہ روشن نہیں ہیں۔ سورج کے محتاج ہیں۔ سورج جب درجہ توسط میں پہنچتا ہے تو یہ چاند اور ستارے سورج سے نور لے کر روشن ہو جاتے ہیں، یہاں بھی ذات شمس نے جس پر روشنی ڈالی وہ روشن ہوگیا مگر ذات شمس سے نہ کچھ جدا ہوا نہ اس کے نور میں کمی آئی اور نہ سورج کے نور کا کوئی حصہ منتقل ہوا۔ بلاتمثیل یہ ہی حال حضور ﷺ کے نور کا خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔

(۷) علاوہ ازیں نور کا بھی جسم ہوتا ہے اور اس معنی میں اللہ تعالیٰ عزوجل کو نور کہنا کفر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیت سے پاک ہے۔

مختصر یہ کہ حدیث مذکور پر ایمان لانا ضروری ہے خصوصا جب کہ قرآن حکیم میں بھی حضور ﷺ کو نور فرمایا گیا ہے **قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین**

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

دعائے نوری

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور نور مجسم ﷺ نے دعا فرمائی۔ الٰہی! میرے دل میں، میری قبر میں، میرے آگے، میرے پیچھے، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر، میرے نیچے نور کر دے۔

ونورا فی سمعی و نورا فی بصری و نورا فی شعری و نورا فی بشری و نورا فی لحمی و نورا فی دمی و نورا فی عظامی اللھم اعظم لی نورا و اعطنی نورا و اجعل لی نورا

اور اے اللہ! میرے کانوں میں، میری آنکھوں میں، میرے بالوں میں، میرے جسم میں، میرے گوشت میں، میرے خون میں، میری ہڈیوں میں نور کر دے۔ اے اللہ! میرے

لئے نور کو بڑھا دے اور مجھے نور عطا فرما اور مجھے نور ہی بنا دے۔

سبحان اللہ! حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور حضور ﷺ کو نور مجسم بنا دیا اور وہ نور عطا فرمایا جو کسی کو نہ ملا اور نہ مل سکتا ہے اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا :

(۱) **انی لست مثلکم** .... میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔
(۲) **انی لست کھیئتکم** .... میں تم جیسا نہیں ہوں۔
(۳) **ایکم مثلی** .... تم میں سے میری مثل کون ہے .... ؟

جب حضور نور مجسم ﷺ خود ہی ارشاد فرما رہے کہ میں بے مثل بشر ہوں تو ایسی صورت میں آپ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرنا یقیناً حضور ﷺ کو جھٹلانا ہے پھر ان احادیث میں حضور ﷺ نے مطلقاً مثلیت کی نفی فرمائی ہے جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گو آپ ﷺ پر لفظ عبد اور بشر کا اطلاق آیا ہے مگر آپ ﷺ کی عبدیت اور بشریت عام انسانوں کی طرح نہیں ہے۔

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر
ایں سراپا انتظار او منتظر

الغرض یہ حقیقت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنایا ہے اور کمال خلق کی طرح کمال خلقت میں بھی حضور ﷺ کی مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا ہے۔ علامہ کمال الدین دمیری شافعی حیاۃ الحیوان میں فرماتے ہیں :

لم یخلق الرحمن مثل محمد ابدا و علمی لایخلق (حیاۃ الحیوان ج ۱ ص ۴۲)

اللہ تعالیٰ نے حضور (ﷺ) کی مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا اور نہ پیدا فرمائے گا۔

یعنی
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

انبیاء کی ضرورت

علامہ شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غایت تجرد اور نہایت

تقدس میں ہے یعنی رب العزت جل مجدہ ایسی ہستی ہے جو کمال کے انتہائی درجہ پر ہے اور انسان نقصان کے انتہائی درجہ پر ہے اس لئے انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ بغیر کسی واسطہ کے اللہ رب العزت جل مجدہ سے فیض حاصل کرسکے لہذا اللہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے واسطہ کی ضرورت پڑی مگر وہ واسطہ کیسا ہو؟ لکھتے ہیں :

لہ وجہ تجرد و نوع تعلق (نیل الاوطار)

جس میں ایک وجہ تجرد کی اور دوسری وجہ تعلق کی ہو۔

یعنی تجرد کی جہت سے وہ خداوند قدوس سے فیض حاصل کرے اور تعلق کی جہت سے وہ فیض الہٰی کو انسانوں تک پہنچائے پس ایسا واسطہ انبیائے کرام ہیں اور ان سب میں سے بڑا اور سب سے ارفع مرتبہ حضور نبی کریم علیہ السلام کا ہے علامہ شوکانی کے اصل الفاظ یہ ہیں :

وھذہ الواسطۃ ھم الانبیاء واعظمھم رتبہ وارفعھم منزلہ نبینا ﷺ

یہ واسطہ انبیائے کرام ہیں اور ان میں سب سے بڑا رتبہ اور سب سے اونچی منزلت ہمارے نبی کریم ﷺ کی ہے۔

علامہ شوکانی کی اس تحقیق کے پیش نظر یہ بات کھل جاتی ہے کہ انبیائے کرام کی بشریت اور انسانیت عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ضرور ہوتے ہیں مگر ان کی بشریت ایسی ہوتی ہے جس کو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

ظہور سے پہلے

صفحات تاریخ شاہد ہیں کہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ''یورپ'' میں تاریکی و جہالت کی حکمرانی تھی۔ ہر سمت جدال اور بے چینی اور بدامنی کے شرارے بلند تھے۔ ایک عظیم الشان بت ''وڈن'' کی پرستش ہوتی تھی اور اس کو خدا کا نائب سمجھا جاتا تھا۔

“فارس” میں زر، زمین، زن کے جھگڑے شائع تھے۔ اخلاق انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا۔ آتش پرستی افضل ترین عبادت سمجھی جاتی تھی۔ “ہندوستان” میں سنگ پرستی اور دیوتا نوازی کا شور تھا۔

چاند، سورج، گائے، ہاتھی، بندر، شہد کی مکھی، سانپ وغیرہ قابل پرستش سمجھے جاتے تھے اور ان سے دعائیں مانگی جاتی تھیں، لوگوں کا یقین تھا کہ خدا ان میں سمایا ہوا ہے۔

چین میں سلاطین پرستی نے رنگ جما رکھا تھا۔ بادشاہ وقت کو خدا سمجھا جاتا تھا۔ جب ایک بادشاہ کا انتقال ہو جاتا تھا اس کا وارث تخت نشین ہوتا تھا تو لوگ یقین کر لیتے تھے کہ اب خدائی موجودہ بادشاہ کے ہاتھ آگئی ہے۔

مصر میں یہودیت اور نصرانیت دست و گریباں ہو رہی تھی، مسئلہ تثلیث پر رنگ آمیزیاں کی جارہی تھیں۔ صدہا مختلف العقائد فرقے پیدا ہوگئے تھے۔ مذہبی روایات کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا۔ مختلف فرقے ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔

(ہسٹری آف دی ورلڈ)

عرب جن تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا تھا اور جن اخلاقی خرابیوں اور گمراہیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ان کا حال کسی قدر تفصیل سے لکھنا مناسب ہے۔ عرب میں معاشرتی، تمدنی، اخلاقی کمزوریاں اس قدر پیدا ہوگئی تھیں کہ سرزمین عرب کے انسان برائے نام انسان رہ گئے تھے۔

صاحب مسامرۃ الاخبار لکھتے ہیں کہ جدال و قتال، خونخواری و ڈاکہ زنی، نشہ بازی و زنا کاری، سود خوری اور قمار بازی عرب میں شائع تھیں، فحش باتوں سے پرہیز بالکل نہ کیا جاتا تھا۔ ہر شخص افعال و اقوال میں آزاد تھا۔

دوشیزہ اور خوبصورت لڑکیوں کے نام اشعار لکھتے جاتے تھے اور بازاروں میں گائے جاتے تھے۔ کوئی ولولہ اور ارمان چھپا کر نہ رکھا جاتا تھا۔

زنا پر بجائے ندامت کے فخر کیا جاتا تھا اور مجالس میں اپنی قوت مردمی کی تعریف کی جاتی، نشہ سے زیادہ محبوب کوئی شغل نہ تھا پھر بادہ نوشی و بدمستی کی حالت میں نہایت شرمناک افعال کئے جاتے تھے اور افعال قبیحہ پر تفاخر کیا جاتا تھا۔

قمار بازی شرفاء و امراء کا بہترین مشغلہ تھا۔ جابجا قمار خانے کھلے ہوئے تھے جن میں بڑے بڑے دولت مند شریک ہوتے تھے اور بڑی بڑی رقمیں ہارتے اور جیتتے تھے۔

سود خوری نہایت معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ نہایت بے دردی کے ساتھ ضرورت مندوں کے گلے پر چھری چلائی جاتی تھی۔

لونڈیوں کو ناچنا گانا سکھلا کر بازاروں میں بٹھلایا جاتا تھا، وہ اپنی عصمت فروشی کے ذریعے جو کچھ کماتی تھیں وہ آقا کا حق تصور ہوتا تھا اور اس آمدنی کے روپے سے عظیم الشان دعوتیں ہوتی تھیں۔

ڈاکہ زنی اور رہزنی کے ذریعے مال و دولت جمع کرنا مستحسن نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔

جدال و قتال، دو قبیلوں کے درمیان جب جنگ چھڑ جاتی تھی تو پچیس پچیس تیس تیس سال تک جاری رہتی تھی۔ ہزاروں خون ہو جاتے تھے اس قسم کی لڑائیاں شعر و شاعری اور گھوڑ دوڑ وغیرہ میں پیدا ہوتی تھیں۔

عورت کی حیثیت نہایت ہی ذلیل تھی۔ وہ کوئی حق نہ رکھتی تھی۔ مردوں کو اختیار تھا جو چاہیں سو کریں، جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں۔ سوتیلی ماں سے نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔ لڑکیاں موجب ننگ و عار سمجھی جاتی تھیں۔ اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہوتی تھی تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔

معبود ہر قبیلہ اور ہر گھر کا جدا جدا ہوتا تھا لیکن ہبل، اساف، نائلہ، لات و منات عظیم القدر معبود سمجھے جاتے تھے اور تمام لوگ ان کی پرستش کرتے تھے۔

مذاہب...... دہریہ، بت پرست، یہودی، عیسائی، مجوسی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) دہریئے ...... کسی پیغمبر یا آسمانی کے قائل نہ تھے بلکہ خدا سے بھی انکار کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ دنیا ہمیشہ سے آباد ہے اور ایسی ہی رہے گی۔

(۲) بت پرست ...... بتوں کو پوجتے تھے۔

(۳) یہودیوں ...... نے کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نام کے بت رکھ چھوڑے تھے ان کو ہی پوجتے تھے۔

(۴) عیسائی ...... تثلیث کے قائل تھے اور انھوں نے بھی تین بت' کعبہ میں رکھ چھوڑے تھے جن کی صبح و شام پرستش کرتے تھے۔

(۵) مجوسی ...... آگ کی پوجا کرتے تھے۔

طریق عبادت......

عبادت کا طریقہ نہایت غیر مہذبانہ اور شرمناک تھا' پرستاران اصنام برہنہ ہو کر بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے کیوں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ لباس ہر قسم کے گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے۔

صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ :

كان الرجل فى الجاهلية اذا سافر حمل معه اربعة احجار ثلثة يقذربها والرابع يعبد

عرب کی جہالت کا یہ حال تھا کہ کہیں مسافرت میں چار پتھر راستے میں سے اٹھا لیتے تھے' تین پتھروں سے استنجاء کر لیا اور ایک کو معبود بنا لیا۔

تاریخ ابن اثیر میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی یہ حالت تھی کہ جب کسی پتھر کو پوجتے پوجتے بہت دن گزر جاتے تو پھر کسی نئے معبود کی تلاش میں رہتے اور جب کہیں اچھا سا پتھر مل جاتا تو پرانے معبودوں کو نکال دیتے تھے اور نئے معبود کی پرستش کرنے لگتے تھے۔

غرض یہ کہ طرح طرح کی گمراہیاں اور تاریکیاں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوتی تھیں۔ انسانیت اور شرافت اور تہذیب و تمدن کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ خدائے واحد القہار کی وحدانیت و منزلت دلوں سے محو ہو چکی تھی بحر و بر انسانی خباثتوں سے تنگ آ گئے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس قدر گمراہی پھیل گئی تھی۔ نور حقانیت باطل کی تاریکیوں سے ماند پڑ گیا تھا۔ یکایک غیرت الٰہی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے ایک رہبر اعظم کو بھیجا اور یہ آسمان نبوت کا نیر اعظم ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو نور الٰہی بن کر چمکا۔

رحمت للعالمین ﷺ نے **جاء الحق و زهق الباطل** کے عالمگیر اعلان کے ساتھ ظہور فرمایا اور آپ ﷺ نے دنیا میں تشریف لا کر ان تمام گمراہیوں اور خرابیوں کو دور کر دیا جن کو دنیا میں چھائے ہوئے مسلسل کئی صدیاں گزر چکی تھیں۔

آپ ﷺ نے دنیا کو اصول مدنیت و علوم حقائق سکھائے اور خالق و مخلوق' مالک و مملوک کے تعلقات بتلائے عبودیت و معبودیت کا فرق ظاہر کر دیا اور پرستاران باطل کو خدائے واحد القہار کے سامنے جھکا دیا۔

یا ایھا الناس قد جائکم برہان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
باغ عالم میں نئی چھب سے بہار آئی ہے
ہر چمن مرکز رنگینی و رعنائی ہے
رحمت حق کی دو عالم میں گھٹا چھائی ہے
عرش سے مژدہ نو باد صبا لائی ہے
صبح میلاد نبی کی ہے خوشی گلشن میں
خلد برکف ہے نسیم سحری گلشن میں

تذکار ولادت

طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا
ظہور حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا

انتظار کی ساعتیں ختم ہوئیں اور نور نبوت درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا سیدنا عبدالمطلب ؓ کی پیشانی چمکنے لگی اور آپ کے جسم سے مشک عنبر کی خوشبو مہکنے لگی۔ جب اہل مکہ پر کوئی مصیبت و مشکل آتی تو لوگ جمع ہو کر حضرت عبدالمطلب ؓ کو پہاڑ پر لے جاتے' ان کے وسیلہ سے دعا مانگتے تو نور نبی ﷺ کی برکت سے مشکلیں آسان اور مصیبتیں دور اور قحط دفع ہو جاتا تھا۔

(ا) ابرہہ یمن سے مع اپنے لشکر جرار اور سفید ہاتھیوں کے خانہ کعبہ ڈھانے کے لئے آیا اور قریش کے اونٹ ہنکا لے گیا۔ حضرت عبدالمطلب ؓ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں نور نبوی ﷺ ان کی پیشانی میں مثل ہلال چمکا اور اس کی جہانگیر روشنی سے بیت اللہ جگمگا گیا۔ حضرت عبدالمطلب ؓ نے ایک سفید ہاتھی کو

طلب کیا جب ہاتھی سامنے لایا گیا اور اس کی نظر عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر پڑی تو ہاتھی سجدہ میں گر پڑا اور پکار اٹھا کہ۔

"اے عبدالمطلب! سلام ہو اس نور مقدس پر جو تمہاری پیشانی سے چمک رہا ہے۔"

پس اللہ عزوجل نے ابابیلیں بھیجیں جو مسور کی دال کے برابر تین تین کنکریاں لائیں اور لشکر ابرہہ کو تہ و بالا کر گئیں۔ قرآن مجید میں اسی واقعہ کو بیان کیا گیا ہے۔

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل

محبوب (ﷺ) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟

سبحان اللہ! **الم** تر یہ بتا رہا ہے کہ نور مجسم ﷺ دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حالات عالم کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا تری جس پر نظر نہیں

(۲) ایک روز حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما رہے تھے' قسمت جاگی اور آپ نے خواب دیکھا کہ ایک درخت سرسبز و شاداب زمین سے نمودار ہوا اور طرفہ العین میں اتنا بلند ہوا کہ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں اور اس سے ایک نور عظیم چمکا کہ ضیائے آفتاب سے ستر حصہ زیادہ روشن اور عرب و عجم کو اس کے حضور سجدہ کناں دیکھا۔ کاہنوں سے خواب کی تعبیر پوچھی تو انھوں نے کہا کہ تمہاری صلب سے وہ نیر رسالت و نبوت طلوع ہوگا کہ جس کی رسالت و نبوت' حکومت و شوکت' جاہ و منزلت' قدر و رفعت کا ڈنکا عالم میں بجے گا۔ القصہ نور نبوت پیشانی عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جلوہ گستر ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن و جمال میں یکتا تھے۔ نور محمدی نے ان کی قسمت کو جگا دیا۔

(۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بت خانہ سے گزرتے تو بتوں سے آواز آتی "اے عبداللہ والد رسول! ہمارے قریب نہ آیئے کیوں کہ نور محمدی ﷺ تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے جو ہماری تباہی و بربادی کا باعث ہوگا۔ آپ جب جانوروں کا شکار کرنا چاہتے تو جانور آپ کے پاس آجاتے اور صاف کہتے کہ اے عبداللہ! تمہاری

پیشانی پر جو نور نبوت چمک رہا ہے ہم تو خود اس کے شکار ہیں۔ حضرت عبداللہ ؓ جس سوکھے درخت کے نیچے بیٹھ جاتے وہ درخت ہرا ہو جاتا۔ خشک جنگلوں سے گزرتے تو نور نبوی کی برکت سے وہ جنگل ہرا بھرا اور سرسبز و شاداب ہو جاتا۔

(۴) حضرت عبداللہ ؓ کے حسن کا یہ عالم تھا کہ قریشی عورتیں آپ پر فریفتہ ہوگئیں راہ میں کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کیا کرتیں اور اپنے دام میں پھنسانے کی تدبیریں کرتیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو نور نبوی کی برکت سے محفوظ رکھا۔ بعض لوگ اہل کتاب سے یہ معلوم کر کے کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا ظہور حضرت عبداللہ ؓ سے ہوگا' آپ کے دشمن ہوگئے اور قتل کی تدبیریں سوچنے لگے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ؓ جنگل میں تن تنہا تھے' دشمنوں نے گھیر لیا قتل کا ارادہ کیا کہ یکایک غیب سے چند سوار نمودار ہوئے جنہوں نے دشمنوں کو فی النار کر دیا۔ اس واقعہ کو وہب زہری یعنی حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے والد دیکھ رہے تھے' اپنی بی بی سے کہا کہ میں نے عبداللہ سے عجیب آثار دیکھے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کر دوں۔

المختصر! طرفین کی رضامندی سے نکاح ہوگیا۔

جس رات نور نبوی ﷺ آپ کی والدہ کو ملا اس شب ملکوت میں پکار دیا گیا کہ عالم کو انوار قدس سے روشن کر دیا جائے۔ رضوان کو حکم ہوا کہ جنت کی آئینہ بندی کی جائے اور دریائے بہشت کھول دیئے جائیں اور تمام عالم کو خوشبو سے معطر کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نور مجسم ﷺ کے حمل مبارک کی نشانیوں سے یہ تھا کہ : ۔

کل دابۃ لقریش نطقت تلک اللیلۃ وقالت حمل رسول اللہ ﷺ و رب الکعبۃ وھو امان الدنیا و سراج اھلھا

اس رات قریش کے تمام چوپاؤں نے کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی قسم آسمان نبوت کے مہر تاباں حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کے پناہ اور جہان کے سورج ہیں۔

تو ہے خورشید رسالت پیارے
چھپ گئے تیری ضیا میں تارے

انبیاء اور ہیں سب مہ پارے
تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

آمنہ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں مجھ کو کوئی آثار حمل معلوم نہ ہوئے۔ جب چھ مہینے گزرے تو کسی نے خواب میں کہا کہ تیرے حمل میں بہترین اولاد آدم جلوہ گر ہے۔ اسی طرح ہر ماہ انبیائے کرام کے مقدس گروہ آپ کی والدہ ماجدہ کو ظہور قدسی کی بشارت سناتے رہے۔ جب ماہ ربیع الاول شروع ہوا تو عالم' انوار آسمان سے منور ہوگیا اور ساتویں رات سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے گیارہویں شب ایک منادی نے ندا کی "آمنہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) تیرے بطن سے مولود کریم کا ظہور ہوگا ان کا نام محمد ﷺ رکھنا جب آثار شروع ہوئے میں تنہا تھی۔ ایک خوفناک آواز میں نے سنی جس سے میں کانپ گئی پھر ایک فرشتہ بہ شکل مرغ سفید آیا جس نے اپنے پر میرے سینے پر ملے اور میرا خوف جاتا رہا۔

پھر ایک پیالہ شربت کا پایا جس کو میں نے سیر ہو کر پیا۔ میں نے دیکھا کہ عبدالمناف کی بیٹیاں میرے گرد کھڑی ہیں میں حیران ہوگئی۔ اتنے میں ان عورتوں میں سے ایک نے کہا میں آسیہ' فرعون کی عورت' اور میں مریم بنت عمران ہوں۔ ہم سب بحکم خدا جنت سے تمہاری خدمت کے لئے آئی ہیں۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

تولد سے قبل اور بعد کے بعض عجائب...... روایتوں سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت بعض حیرت انگیز کرشمہ ہائے قدرت ظاہر ہوئے چنانچہ محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے بطن مبارک میں بصورت حمل متنقر ہوئے تو کسی نے خواب میں آکر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے کہا کہ تم اس امت کے پیغمبر سے حاملہ ہوئی ہو جب یہ بچہ پیدا ہو تو یوں کہنا : ۔

اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد

"میں اس مولود مسعود کو ہر حاسد کے شر سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔"
اور بتایا کہ اس بچہ کے ساتھ ایک نور نکلے گا جو مشرق و مغرب کو روشن کر دے گا۔
(سیرت ابن ہشام)

شام تک کے محلات کا جگمگا اٹھنا...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے محترمہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرا حمل نہایت سبک اور سہل تھا۔ میں نے ایام حمل میں یا وضع حمل کے وقت کوئی تکلیف نہیں اٹھائی اور نہ دوسری حاملہ عورتوں کی طرح کوئی گرانی محسوس کی۔ اور جب آپ ﷺ شکم مادر سے سطح ارضی پر قدوم فرما ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور برآمد ہوا جس سے شام تک کے محلات اور گلی کوچے جگمگا اٹھے یہاں تک کہ بصری (واقع شام) کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ (تاریخ ابن کثیر)

غرض جو کچھ محترمہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا تھا وہی بعد میں عیاناً بھی دیکھ لیا۔ ان بیانات کی تائید خود حضرت مخبر صادق ﷺ کے ارشاد گرامی سے بھی ہوتی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں ابھی شکم مادر ہی میں تھا تو میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل روشن ہوگئے۔

اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں، بغوی نے شرح السنہ میں، ابن سعد نے طبقات میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

اس نور کے ظہور میں اس حقیقت کا اظہار تھا کہ آپ ﷺ کی وساطت سے خلق خدا کو نور ہدایت نصیب ہوگا اور کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوں گی۔ اس نور کے شام اور بصرے تک کو روشن کرنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ شام کی سرزمین آپ کے حیطہ اقتدار میں آئے گی۔ مولانا جامی نے اس مطلع انوار ﷺ کی نور افشانیوں پر کیا خوب کہا ہے۔

وصلی اللہ علی نور کزوشد نورہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا
ازودر ہر تنے ذوقے وزودر ہر دلے شوقے
وزودر ہر زباں ذکرے وزودر ہر سرے سودا

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق **نجینا**
زسر سینہ اش جامی **الم** نشرح **لک** برخواں
زمعراجش چہ می پرسی کہ **سبحان الذی اسری**

ستاروں کا زمین سے قریب ہوتے دکھائی دینا...... عثمان بن ابو العاص کا بیان ہے کہ محمد ﷺ سے میری والدہ فاطمہ بنت عبداللہ نے بیان کیا کہ جب خواجہ عالم ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں اس رات آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی۔ اس وقت در و دیوار اور گھر کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جو منور نہ ہو۔ آسمان کے ستارے بچے کی طرف جھکتے اور زمین سے قریب ہوتے دکھائی دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑیں۔ (تاریخ ابن کثیر)

آپ ﷺ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ متولد ہوئے تو آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند تھیں اور سبابہ سے اشارہ کر رہے تھے گویا کہ اس سے تسبیح پڑھتے ہیں۔ (الروض الانف)

پیدائش کے وقت سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

یہ آپ کے ﷺ علو ہمت اور عظمت شان اور آسمان سے وحی حاصل کرنے کی طرف اشارہ تھا۔ ایک علامت خصوصی یہ تھی کہ پیدائش کے بعد فوراً ہی گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ (تاریخ ابن کثیر)

اور یہ فعل شاید اس امر پر دلالت کرتا تھا کہ آپ ﷺ عالم سفلی میں پہنچتے ہی اپنے خالق کردگار عزوجل کے سامنے مودب بیٹھے۔

عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا آپ کو کعبۃ اللہ لے جانا...... تولد کے بعد محترمہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس ولادت فرزند کی بشارت کہلا بھیجی اور پیغام دیا کہ آکر اپنے پوتے کو دیکھ جایئے، عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فی الفور پہنچے اور آپ ﷺ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے (عیون الاثر)

آپ ﷺ کو اٹھا کر حصول برکت کے لئے بیت اللہ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے سود و بہبود کے لئے درگاہ رب العزت میں دعائیں مانگتے رہے

اس کے بعد خدائے منعم کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ کو آپ کی والدہ محترمہ کے پاس واپس لے آئے۔ (سہیلی)

حسب روایات بیہقی قریش میں دستور تھا کہ جب کسی کے ہاں فرزند متولد ہوتا تو وہ اس غرض سے اپنی قوم کی عورتوں کے حوالے کر دیتا کہ اس کی نال کاٹ دیں۔ حسب معمول آپ کی ولادت کے بعد عبدالمطلب ؓ نے عورتوں کو بلا بھیجا لیکن جب وہ صبح کے وقت آپ کو لے جانے کے لئے آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ نال کٹی ہے اور آپ ﷺ آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ خواتین عبدالمطلب ؓ کے پاس گئیں اور انہیں بتایا کہ ہم نے آج تک ایسا بچہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ عبدالمطلب ؓ نے کہا مجھے کامل یقین ہے کہ یہ بچہ کوئی بہت عظیم الشان ہستی ہے۔ (ابن کثیر)

ولادت نبوی کا اثر' باطل پر......اس رات انوار زمین و آسمان تاباں اور ستارے مائل بہ زمین ہوئے۔ فارس کا آتش کدہ سرد ہوگیا۔ نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ ملائکہ زمین پر اترے۔ جبرائیل و اسرائیل حاضر ہوئے۔ ایک علم مشرق میں ایک مغرب میں ایک کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ عرش وجد میں جھوم اٹھا۔ کعبہ سجدہ میں گرا۔ روئے زمین کے بت اوندھے گر گئے۔ تخت شیاطین الٹ گئے' ابلیس لعین مع اپنی جماعت کے کوہ بو قبیس پر اپنا سر ٹکرا کر آہ و نالہ کرنے لگا۔

الغرض دھومیں مچیں۔ آرزو مندان جمال کی چشم تمنا وا ہوئی' نرگس منتظر کا فرش بچھا' رحمت الہی کا شامیانہ تنا' گلشن تمنا میں باد مراد چلی' بام کعبہ پر علم سبز نصب ہوا' کونین کے تاجدار کی آمد کا غلغلہ مچا' جہان نور سے معمور ہوا' فرح و طرب نے عالم پر قبضہ کیا' شب غم نے بستر اٹھایا' صبح امید نے چہرہ دکھایا اور ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مطابق ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت "صبح صادق" نے طلوع فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں عبدالمطلب ؓ کے گھر عبداللہ ؓ کے فرزند خلیل اللہ علیہ السلام کے نور نظر' کونین کے سردار' دارین کے تاجدار نے ہزاران ہزار جاہ و جلال پہلوئے آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا سے صحن عالم میں قدم رکھا' سلامی شلکیں سر ہوئیں' تشنگان

جمال، شراب دیدار سے سیراب ہوئے، آفتاب حق طالع ہوا، نور الٰہی نے جلوہ فرمایا، موجودات نے مرحبا کہا۔ (خصائص کبریٰ)

طلوع اجلال...... آمنہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرکار دو عالم ﷺ نے میرے شکم سے طلوع اجلال فرمایا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ سجدہ میں پڑے ہیں۔ پھر ایک سفید ابر نے آکر آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور آپ ﷺ میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ پھر پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ﷺ ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی کنجیاں حضور ﷺ کی مٹھی میں ہیں اور ایک منادی پکار کر کہہ رہا ہے۔

قبض محمد علی مفاتیح و مفاتیح النبوۃ

نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد رسول اللہ ﷺ نے قبضہ فرمایا۔

پھر ایک اور ابر نے آکر حضور ﷺ کو ڈھانپا کہ آپ میری نگاہ سے غائب ہوگئے، پھر روشن ہوئے تو کیا دیکھتی ہوں کہ سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور ﷺ کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔

بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلھا

واہ واہ! ساری دنیا محمد رسول اللہ (ﷺ) کی مٹھی میں آگئی۔
زمین و آسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

وہ ماہ عرب آج کعبہ میں چمکا
جو مالک ہے سارے عرب و عجم کا

ولادت کی خوشی منانا...... بخاری شریف میں ہے :

مشہور عدو رسالت ابولہب بن عبدالمطلب جو سردار دو جہان ﷺ کا چچا تھا اس کو آپ کی ولادت کی اتنی خوشی ہوئی تھی کہ اس نے اپنی وہ لونڈی جس نے اسے یہ مژدہ سنایا تھا فی الفور آزاد کردی۔

چنانچہ مروی ہے کہ جب اس کی لونڈی ثویبہ نے آکر اس کو بتایا کہ تمہارے

مرحوم بھائی عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے گھر خدا نے فرزند عطا فرمایا ہے تو اس نے عالم مسرت میں لونڈی سے کہا کہ :

"جا.... ! میں تجھے آزاد کرتا ہوں"

مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابو لہب کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ جہنم میں تمہارا کیا حال ہے .... ؟ بولا میں نے ثویبہ کو جو محمد (ﷺ) کی ولادت کا مژدہ سن کر آزاد کیا تھا۔ اس کی وجہ سے دو شنبہ کے دن میرے عذاب میں تخفیف ہو جایا کرتی ہے۔ (بخاری وغیرہ)

غور فرمایئے! ایک کافر جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتا ہے تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اگر مسلمان حضور نور مجسم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس قائم کریں تو ان کو کتنا ثواب ملے گا؟

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

در قربت حضرت مقدس   پیغمبر پاک راہبرم بس
گنجینہ کیمیائے سعادت   پیش از ہمہ پیشوائے عالم
نامش بسریر پادشاہی   توقیع سپیدی و سیاہی

اخلاق نبوی ﷺ کی ایک جھلک

دنیا کے سارے مذہبوں کی بنیاد اخلاق پر ہے اور اس عرصہ ہستی میں جتنے مصلح تشریف لائے سب نے یہی تعلیم دی کہ سچ بولنا اچھا ہے اور جھوٹ بولنا برا ہے لیکن مذہب کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب میں بھی ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بعثت ایک تکمیلی حیثیت رکھتی ہے خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

بعثت لاتمم حسن الاخلاق (موطا)

میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی اس فرض کو انجام دینا شروع

کر دیا ابھی آپ ﷺ مکہ ہی میں تھے کہ ابو ذر نے اپنے بھائی کو آپ کے حالات و تعلقات کی تحقیق کے لئے بھیجا۔ انھوں نے واپس آکر اپنے بھائی کو جن الفاظ میں اطلاع دی تھی وہ یہ تھے :

رایتہ یامر بمکارم الاخلاق

میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اخلاق حسنہ کی تعلیم دے رہے ہیں۔

حبشہ کی ہجرت کے زمانے میں نجاشی نے مسلمانوں کو بلوا کر آپ ﷺ کی نسبت تحقیق کی۔ اس وقت حضرت جعفر طیار ؓ نے جو تقریر کی اس کے چند فقرے یہ ہیں :

"اے بادشاہ! ہم لوگ جاہل تھے بتوں کو پوجتے، مردار کھاتے، بدکاریاں کرتے، ہمسائیوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ اس اثنا میں ایک شخص (کریم) ہم میں پیدا ہوا، جنھوں نے تعلیم دی کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، خونریزی سے باز آئیں، یتیم کا مال نہ کھائیں، ہمسائیوں کو آرام دیں، عفیفہ عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔"

چنانچہ قرآن حکیم نے لاکھوں مخالفوں اور اہل عناد کی بھیڑ میں ہمارے داعی حق اور دنیا کے آخری معلم اخلاق کی نسبت یہ اعلان فرمایا :

انک لعلی خلق عظیم

محبوب تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔

حسن اخلاق......

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

حسن اخلاق حضور پرنور سرور کائنات علیہ السلام کی ایک ممتاز صفت تھی۔ حضرت عائشہ، علی، انس رضی اللہ عنہم جو مدتوں خدمت نبوی میں رہے ہیں سب کا متفقہ بیان ہے کہ آپ نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نکو سیرت تھے۔ چہرہ اقدس ہنس مکھ تھا، وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے، کسی کی خاطر شکنی نہ فرماتے تھے۔

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ اکثر خدام خدمت اقدس میں پانی لے کر آتے تاکہ

آپ ہاتھ ڈال دیں اور پانی متبرک ہو جائے' جاڑوں کا موسم اور صبح کا وقت ہوتا مگر پھر بھی حضور ﷺ انکار نہ فرماتے تھے۔

نرمی خوئے لینت پہ دائم درود
گرمی شان سطوت پہ لاکھوں سلام

حسن معاملہ..... معاملہ کی صفائی اور دیانت' یہ بھی حضور علیہ السلام کی ایک خاص صفت تھی۔ نبوت سے قبل جن لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کے تاجرانہ تعلقات تھے انھوں نے ہمیشہ آپ ﷺ کے حسن معاملہ و دیانت کا اعتراف کیا ہے۔ نبوت کے اظہار کے بعد بھی گو قریش بغض و عداوت کے جوش سے لبریز تھے مگر پھر بھی حضور ﷺ کا ہی دولت کدہ ان کے لئے مقام مامون تھا۔

ایک دفعہ ایک بدو آیا جس کا کچھ قرضہ آپ پر آتا تھا۔ بدو عموما وحشی ہوتے ہیں۔ اس نے نہایت سختی سے گفتگو کی۔ صحابہ کرام نے اس گستاخی پر اس کو ڈانٹا اور کہا تجھے معلوم ہے تو کس سے ہمکلام ہے .... ؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا' تم کو بدو کا ساتھ دینا چاہئے تھا کیوں کہ اس کا حق ہے۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کا قرضہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

عدل و انصاف..... عدالت و صداقت حضور علیہ السلام کے خصائص عظمی میں سے ہے' باوجود یہ کہ آپ کو عرب کے سینکڑوں قبیلوں سے سابقہ پڑتا تھا۔ یہ آپس میں دشمن ہوتے تھے۔ اگر ایک کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو دوسرا دشمن ہو جاتا مگر سبحان اللہ! ان عظیم مشکلات اور پیچیدگیوں کے باوجود نبی کریم ﷺ کے عدل و انصاف کا پلہ کسی طرف نہ جھکنے پاتا تھا۔

ایک دفعہ ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ قریش اپنی عزت و عظمت و خاندانی شرافت کی بنا پر یہ چاہتے تھے کہ یہ سزا سے بچ جائے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خدمت نبوی ﷺ میں سفارش کی۔ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ فرمایا :

اتشفع فی حد من حدود الله

اسامہ! خدا کی مقررہ کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو .... ؟

پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے کہ وہ غرباء پر حد جاری کرتے تھے اور امراء سے درگزر کرتے تھے۔ (بخاری)

عدل و انصاف کا سب سے نازک پہلو وہ ہے کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ نہ چھوٹنے پائے۔ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے گرد و پیش لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک شخص منہ کے بل آپ پر گر پڑا۔ دست اقدس میں ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے اس چھڑی سے اس کو چوکا دیا' اس کی خراش آگئی' فرمایا مجھ سے انتقام لے لو۔ (ابن ہشام)

جود و سخا......جود و سخا نبی اکرم ﷺ کی فطرت تھی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے خصوصاً رمضان کے مہینے میں آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی۔

ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ﷺ کی بکریوں کا ریوڑ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اس نے درخواست کی اور آپ ﷺ نے تمام بکریاں اس کو عطا فرما دیں۔ اس نے اپنے قبیلہ میں جاکر کہا۔ اسلام قبول کر لو' محمد ﷺ ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہونے کی پرواہ نہیں کرتے۔ (بخاری)

نبی علیہ السلام کا معمول تھا کہ جو چیز آتی جب تک خرچ نہ ہو جاتی آپ ﷺ کو چین نہ آتا بے قراری سی رہتی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار ﷺ مکان پر تشریف لائے۔ چہرہ اقدس مغموم تھا۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ کل جو سات دینار آئے تھے شام ہوگئی مگر ابھی تک بستر پر پڑے ہیں۔ (مسند امام احمد حنبل)

ایک بار عصر کی نماز کے بعد خلاف معمول فوراً مکان پر تشریف لے گئے اور پھر واپس تشریف لائے لوگوں کو تعجب ہوا تو فرمایا کہ نماز میں خیال آیا کہ کچھ سونا گھر میں پڑا رہ گیا ہے۔ خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے اور وہ سونا رہ جائے اس لئے گھر آکر خیرات کر دینے کو کہہ آیا ہوں۔ (بخاری)

غزوہ حنین میں مال کثیر آیا آپ ﷺ اس کو تقسیم فرما کر واپس آ رہے تھے

کہ بدوؤں کو خبر لگی' دوڑ کر آئے لپٹ گئے کہ ہمیں بھی کچھ عطا فرمائیے۔ آپ ہجوم سے گھبرا کر ایک درخت کی آڑ میں ہوگئے مگر بدوؤں نے ردائے اقدس تھام لی۔ بالاخر اسی کشمکش میں جسم اطہر سے چادر مبارک ان کے ہاتھ آگئی۔ فیاض عالم نے فرمایا میری چادر مجھ کو دے دو۔ خدا کی قسم جنگل کے درختوں کے برابر بھی اونٹ میرے پاس ہوتے تو میں تم کو دے دیتا اور مجھ کو بخیل نہ پاتے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

ایثار..... حضور سرور کائنات ﷺ کے اخلاق و عادات میں جو وصف سب سے زیادہ نمایاں تھا اور جس کا اثر ہر موقع پر نظر آتا تھا وہ ایثار تھا۔ اولاد سے آپ کو بے انتہا محبت تھی۔ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آتیں تو آپ فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے' پیشانی چومتے' اپنی جگہ بٹھاتے مگر اس کے باوجود ایثار کا یہ عالم تھا کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی آپ خود چکی پیستیں' پانی بھرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں چھل گئی تھیں' مشک اٹھانے کے اثر سے شانہ پر نیل پڑ گئے تھے۔ ایک دن خدمت اقدس میں حاضر آئیں خود تو بہ پاس ادب عرض نہ کرسکیں' جناب علی نے عرض کی اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک مل جائے۔ فرمایا ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا' جب تک ان کا انتظام نہ ہو جائے اور طرف توجہ نہیں کرسکتا۔ (ابوداؤد)

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ و حضرت زبیر کی صاحبزادیاں رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر آئیں۔ عرض کی فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ایک ہمیں بھی عنایت فرمائیے' ارشاد فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے دررخواست کرچکے ہیں۔ (ابوداؤد)

اللہ اکبر! یہ تھا ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا ایثار زہد و قناعت' کہ باوجود اس کے کہ مال و دولت آپ کے قدموں میں پڑا رہتا تھا مگر اپنی ذات اور اپنی اولاد پر اس کو خرچ نہ فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ایک عورت نے چادر پیش کی' آپ ﷺ نے قبول کر لی' ایک شخص آئے انھوں نے کہا کیا اچھی چادر ہے آپ ﷺ نے اتار کر ان کو دے دی اور مکان پر تشریف لے گئے' لوگوں نے کہا تم جانتے ہو۔ آپ ﷺ کو چادر کی ضرورت تھی۔ یہ بھی جانتے ہو کہ سرکار ﷺ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ انھوں نے کہا مگر میں نے تو اس لئے چادر لی ہے کہ اس میں کفن دیا جاؤں اور برکت حاصل کروں۔ (بخاری)

حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایثار نبوی ﷺ کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ نے کبھی تین روز تک متواتر سیر ہو کر گیہوں کی روٹی تناول نہ فرمائی

دوجہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

شرم و حیا...... صحاح میں ہے کہ آپ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ شرم و حیا کا اثر آپ کی ایک ایک مقدس و دلنواز ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔ آپ نے کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی۔ بازار میں تشریف لے جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے۔ تبسم کے سوا لب مبارک خندہ و قہقہہ سے بہت کم آشنا ہوتے تھے۔

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

غرباء پروری...... نبی اکرم نور مجسم ﷺ غریبوں' محتاجوں کی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن اوفی فرماتے ہیں :

لایالف ان یمشی مع الارملۃ والمسکین فیقضی لہ الحاجہ

بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ کو عار نہ تھی۔ (دارمی)

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

ایک دفعہ آپ نماز کے لئے تیار ہوئے، ایک بدو آیا، دامن اقدس تھام کر بولا، میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤں پہلے اسے کر دیجئے حضور ملجاء بیکساں اس کے ساتھ تشریف لے گئے اس کا کام سرانجام فرما کر پھر نماز ادا فرمائی۔

الغرض

غرباء پروری، بے کس نوازی، یہ سرکار ﷺ کے اعظم اخلاق میں سے تھا اور در دولت پر سائلوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور آپ ﷺ کی یہ شان تھی.

آتا ہے غریبوں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

عزم و استقلال...... عزم راسخ و یقین محکم آپ میں بدرجہ اکمل موجود تھا چنانچہ اسلام کا ایک ایک کارنامہ سید عالم ﷺ کے عزم و استقلال کا مظہر اتم ہے۔ عرب کے کفرستان میں نبی علیہ السلام تن تنہا دعوت حق بلند کرتے ہیں۔ ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ مخالفت میں پہاڑ بن کے سامنے آجاتا ہے لیکن وقار نبوت و عزم رسالت سے ٹھوکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور مخالفین کی تمام قوتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں۔

کڑک تھی وہ بجلی کی یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

ایک مرتبہ صحابہ نے کفار کی ایذاء رسانی سے تنگ آکر عرض کیا سرکار ﷺ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے۔ یہ سن کر چہرہ اقدس سرخ ہوگیا۔ فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا اور ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں لیکن یہ آزمائش بھی انہیں مذہب سے برگشتہ نہ کرتیں۔ قسم بخدا اسلام اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ کر رہے گا یہاں تک کہ صنعا سے حضرموت تک ایک سوار بے خطر چلا آئے گا اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ (بخاری)

مکہ میں رؤسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے تو انھوں نے حضور ﷺ کے سامنے حکومت کا تخت زر و جواہر کا خزانہ' حسن کی دولت پیش کی۔ ان میں ہر ایک چیز بڑے سے بڑے بہادروں کے قدم ڈگمگا دینے کے لئے کافی تھی. لیکن آپ نے نہایت ذلت کے ساتھ ان کی اس درخواست کو ٹھکرا دیا۔ بالاخر آخری مونس و ہمدم ابو طالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غور و فکر کا آخری لمحہ اور عزم و استقلال کا آخری امتحان تھا۔ اس وقت آپ نے جو کلمات فرمائے۔ عالم کائنات میں ثبات و پامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقہ تعبیر تھے آپ نے فرمایا :

"چچا! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے اعلان حق سے باز نہ آؤں گا۔" (ابن ہشام)

بدر میں جب تین سو تیرہ بے سرو سامان مسلمان کفار کی ایک ہزار باساز و سامان فوج سے معرکہ آرا تھے۔ قریش اپنے زور کثرت وصولت سے بپھر آئے تھے۔ اس وقت صحابہ کرام سمٹ سمٹ کر پہلوئے نبوی ﷺ میں آجاتے تھے مگر بہ ایں ہمہ رسالت و نبوت کا کوہ وقار اپنی جگہ قائم تھا۔ (مسند احمد بن حنبل)

غزوہ احد میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپ ﷺ زرہ پہن کر تیار ہوئے تو صحابہ کرام نے رک جانے کا مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پیغمبر زرہ پہن کر اتارا نہیں کرتے۔ (بخاری)

غزورہ حنین میں جب کفار کے لشکر جرار تیروں کی بارش کر رہے تھے تو اکثر صحابہ کے قدم اکھڑ گئے مگر حضور علیہ السلام کے عزم و ثبات کا یہ عالم تھا کہ آپ اس انتہائی نازک اور خطرناک موقع پر بھی چند جانثاروں کے ہمراہ میدان میں جمے رہے۔ اس وقت زبان اقدس پر یہ رجز جاری تھا :

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

میں نبی صادق ہوں' میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔

جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

شجاعت..... یہ وصف انسانیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگ بنیاد ہے عزم و استقلال، حق گوئی، راست گفتاری، یہ تمام باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ نبی علیہ السلام کو سینکڑوں مصائب اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن کبھی پامردی اور ثبات کے قدموں نے لغزش نہ دکھائی۔ حضرت علی ؓ جن کے دست و بازو نے بڑے بڑے معرکے سر کئے تھے فرماتے ہیں کہ بدر میں جب زور کا رن پڑا تو ہم لوگ حضور ﷺ ہی کی آڑ میں آکر پناہ لیتے تھے، آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ بدر کی گھمسان لڑائی میں ۳۱۳ نہتوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے تو مرکز نبوت ہی کے دامن میں آکر چھپتے تھے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سب سے زیادہ شجاع تھے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں شور ہوا کہ دشمن آگئے۔ لوگوں نے مقابلہ کی تیاری کی مگر سب سے پہلے جو ذات کریم آگے بڑھی وہ حضور ﷺ ہی تھے۔ آپ جلدی میں گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار ہوئے، تمام خطروں کے مقامات کا گشت لگایا اور واپس آکر لوگوں کو اطمینان دلایا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
وہ چقا چاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

ایفائے عہد..... یہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی ایسی خصوصیت تھی کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ قیصر روم نے حضرت ابو سفیان (ؓ) سے اپنے دربار میں جو سوالات کئے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ کیا کبھی محمد (ﷺ) نے بدعہدی بھی کی ہے ....؟ ابو سفیان (ؓ) نے جواب دیا نہیں۔ قیصر نے کہا میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کبھی کذب کے مرتکب ہوئے ....؟ تم نے کہا نہیں ....! مجھے یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء باندھتے تو آدمیوں پر افتراء باندھنے سے کب باز رہتے (بخاری)

نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن ابی العمسا نے آپ ﷺ سے

کچھ معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو بٹھا کر چلے گئے کہ آ کر حساب کر دیتا ہوں۔ اتفاق سے ان کو خیال نہ رہا۔ تین دن کے بعد آئے تو دیکھا کہ نبی علیہ السلام اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ (ابوداؤد)

رحم و رافت...... دشمنوں کے حق میں بددعا کرنا انسان کی فطری عادت ہے مگر نبی کریم علیہ السلام کے رحم و رافت کا یہ عالم تھا کہ آپ دشمنان جان کو بھی دعائے خیر سے یاد فرماتے تھے۔ جنگ احد میں دشمنوں نے پتھر پھینکے' تیر برسائے' تلواریں چلائیں' دندان مبارک شہید ہوگئے۔ لیکن ان سب حملوں کا وار رحمت عالم ﷺ نے جس سپر پر روکا وہ یہ دعا تھی :

اللهم اهد قومی فانهم لایعلمون

اے اللہ! ان کو ہدایت دے یہ نادان ہیں۔

ہیں دعائیں سنگ دشمن کے عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

وہ طائف جس نے دعوت اسلام کا جواب تمسخر سے دیا تھا' وہ طائف جس نے پائے اقدس کو لہولہان کیا تھا اس کی نسبت فرشتہ غیب عرض کرتا ہے حضور ....! حکم ہو تو پہاڑ الٹ دوں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا نہیں ....!

دس بارہ برس کے بعد یہ ہی طائف دعوت اسلام کا جواب تیر و تفنگ سے دیتا ہے۔ جانثاروں کی لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں۔ صحابہ کرام عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ (ﷺ) ان کے حق میں بددعا کیجئے' صرف حضور ﷺ کی زبان مبارک کے حرکت دینے کی ضرورت ہے کہ یہ خاک و خون میں مل جائیں گے مگر رحمت عالم ﷺ دعا مانگتے ہیں :۔

الٰہی' فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی' پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

راست گفتاری...... راست گفتاری آپ ﷺ کی ایک ایسی صفت تھی جس کا وجود ذات اقدس سے کبھی منفک نہ ہوا۔ آپ ﷺ کی راست بازی

اور سچائی، امانت اور دیانت کا مخالفین کو بھی اعتراف تھا۔ نبوت سے پہلے بھی "امین" کہلاتے تھے۔ اس وقت بھی لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں آکر اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کراتے تھے اور اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھتے تھے آپ کی راست بازی سے ابوجہل جیسے سخت دشمن کو بھی انکار نہ تھا۔

غزوہ بدر میں اخنس بن شریق نے ابوجہل سے پوچھا کہ اے ابو الحکم یہاں ہم تم دونوں ایک دوسرے کے رازدار ہیں سچ بتلاؤ کہ محمد (ﷺ) سچ بولتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں؟ ابوجہل نے کہا اے ابن شریق ....! محمد (ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

جب نبی علیہ السلام کو پیش گاہ الٰہی سے اپنے اہل خاندان کو دعوت اسلام دینے کا حکم آیا تو آپ ﷺ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر پکارا یا معشر قریش! جب سب جمع ہوگئے تو فرمایا اگر میں تم کو خبر دوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آرہا ہے تو تم کو یقین آئے گا ....؟ سب نے کہا ہاں ....! کیوں کہ ہم نے آپ ﷺ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ (بخاری)

عفو و حلم...... ارباب سیر نے تصریح کی ہے کہ حضور علیہ السلام یہ فرما رہے تھے کہ لوگو! لا الہ الا اللہ کہو نجات پاؤ گے، ابوجہل پیچھے پیچھے تھا، خاک اڑاتا تھا اور بکتا تھا کہ ان کی باتیں تمہیں اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کر دیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے دیوتاؤں لات و عزیٰ کو چھوڑ دو۔ مگر نبی علیہ السلام کا عفو و حلم اور بردباری تھی کہ آپ ﷺ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ (مسند ابن احمد)

سب سے بڑھ کر طیش کا موقع وہ تھا جب کہ منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگائی تھی۔ حکومت و ریاست حضور ﷺ کے قبضہ میں تھی۔ اگر آپ ﷺ چاہتے تو منافقوں کو قرار واقعی سزا دیتے مگر حلم نبوی کا عالم یہ تھا کہ منبر پر صرف یہ کلمات فرمائے "اے مسلمانو! جو شخص میرے ناموس کے متعلق مجھے ستاتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے ... ؟ حضرت سعد بن معاذ غصہ سے بے تاب ہو کر کھڑے ہوگئے۔ عرض کی سرکار (ﷺ) نام بتائیں میں اس کا سر قلم کر دوں۔ سعد بن عبادہ نے مخالفت کی اور دونوں طرف سے تلواریں

کھنچ گئیں مگر آپ ﷺ نے ازراہ کرم و عفو و حلم دونوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

زید بن سعد یہودی میعاد سے پہلے قرضہ مانگنے آگیا اور بڑی گستاخی کے ساتھ حضور ﷺ کی چادر اقدس کو کھینچ کر کہنے لگا عبدالمطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ ایسے حیلے کرتے ہو۔ حضرت عمر ؓ غصہ سے بے تاب ہوگئے اور فرمایا او دشمن خدا .... ! رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے ....؟ مگر نبی علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمایا اس کا قرضہ ادا کر کے بیس صاع اور زیادہ دے دو۔

عفو و درگزر..... انسان کے ذخیرہ اخلاق میں سب سے زیادہ کمیاب اور نادر الوجود چیز دشمنوں پر رحم، عفو و درگزر ہے۔ مگر رحمتہ للعالمین ﷺ کی ذات اقدس میں یہ جنس فراواں تھی۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ پر ظلم و ستم کئے تھے۔ ان سے بھی آپ ﷺ نے انتقام نہیں لیا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے غزوہ احد میں آپ پر پتھر برسائے جس سے آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوگئے اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ان کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

انی لم ابعث لواما و انما بعثت رحمہ (کنز الاخلاق)

میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں تو رحمت و رافت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

کفار مکہ جنہوں نے تیرہ سال تک آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے متبعین کو سخت ایذائیں پہنچائی تھیں، عبادت کرتے ہوئے آپ ﷺ پر غلاظتیں پھینکیں، ہر قسم کی گستاخیاں کیں آپ ﷺ کے صحابہ کرام پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کئے، آپ ﷺ کو وطن سے بے وطن کر دیا تھا جب مکہ فتح ہوا تو وہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے لائے گئے۔ اس وقت ان کو کامل یقین تھا آج ہماری تمام بدسلوکیوں، شرارتوں اور ہمارے ظلم و ستم کا پورا پورا بدلا لیا جائے گا حضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا .... ؟

سب نے گردنیں جھکا کر دبی زبان سے کہا "آپ رحم و کرم فرمائیں گے۔"

رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا اے اہل مکہ! میں تم سے کوئی بدلہ نہیں لینا چاہتا۔ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔"

لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین (قرآن حکیم)

تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کرے وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

قریش کی ستم گری و جفاکاری کی داستان دہرانے کی ضرورت نہیں' یاد ہوگا' شعب ابی طالب میں تین برس تک ان ظالموں نے آپ ﷺ کو اس طرح محصور کیا تھا کہ غلہ کا ایک دانہ بھی نہ پہنچ سکتا تھا۔ مسلمانوں کے بچے بھوک سے تڑپتے بلکتے روتے تھے اور یہ بیدرد ان کی آواز سن کر ہنستے اور خوش ہوتے تھے لیکن معلوم ہے رحمت عالم ﷺ نے اس کے بدلے میں قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے رئیس ثمامہ جب مسلمان ہوئے تو کفار نے ان کو طعنہ دیا انھوں نے قسم کھائی کہ حضور ﷺ کی اجازت کے بغیر اب ایک دانہ مکہ میں نہ پہنچ سکے گا چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا۔ قریش گھبرائے اور اس آستانہ کی طرف رجوع کیا جہاں سے کوئی سائل کبھی محروم نہیں گیا۔ آپ ﷺ کو رحم آگیا اور حضرت ثمامہ رئیس یمامہ کو حکم دیا کہ غلہ کی بندش اٹھالو۔ (بخاری)

زہد و قناعت......زہد و قناعت کا ایک مفہوم یہ لیا جارہا ہے کہ انسان کے پاس کھانے کو نہ ہو اور پھر فقر و فاقہ اور تنگ دستی کے ساتھ مجبورا زندگی گزارے مگر حاشا و کلا نبی کریم ﷺ کے زہد و قناعت' تواضع و انکساری کو اس باب سے کوئی تعلق نہ تھا اور آپ کا زہد اور اعراض عن الدنیا اختیاری چیز تھی مجبوری کو اس میں قطعا دخل نہیں تھا۔

بخاری شریف باب الجہاد میں ہے کہ بوقت وصال آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں تین صاع میں گروی تھی جن مبارک و مقدس کپڑوں میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔ اکثر موٹے اور بھیڑ کے بال کے بنے ہوئے کپڑے استعمال فرماتے تھے' بستر اقدس کمبل کا تھا' کبھی

چمڑے کا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ (بخاری)

اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ تمام عرب آپ کے زیر نگیں تھا اور حدود شام سے لے کر عدن تک فتح ہو چکا تھا اور سرزمین مدینہ میں سیم و زر کا سیلاب آچکا تھا مگر اس کے باوجود سادگی و زخرفات دنیوی سے بے زاری کا یہ عالم تھا کہ حضرت **حفصہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں نے شب کو بستر مبارک چار تہ کر بچھا دیا کہ ذرا نرم ہو جائے مگر صبح کو بیدار ہو کر آپ ﷺ نے ناگواری ظاہر فرمائی۔ (شمائل ترمذی)

دربار نبوت...... دربار نبوت بھی بادشاہوں کی طرح کا نہ تھا، نہ خیل و حشم تھے، نہ نقیب و چاؤش، مگر اس کے باوجود نبوت کا جلال اس شان کا تھا کہ ہر شخص پیکر تصویر نظر آتا تھا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں کہ ذرا حرکت کی اور وہ اڑ جائیں۔ (بخاری)

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے نصاریٰ کی طرح رہبانیت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسی بناء پر اچھے اور قیمتی کپڑے بھی استعمال فرمائے ہیں مگر طبع اقدس کا اصلی میلان زخارف دنیویہ سے اجتناب تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں **لا یطوی لہ ثوب** یعنی کبھی سرکار ﷺ کے لئے کپڑا طے کر کے نہیں رکھا گیا۔

یبیت اللیالی المتتابعہ طاویا ھو واھلہ

آپ اور آپ کے اہل و عیال متواتر کئی کئی رات کچھ نہ تناول فرماتے تھے۔

پیہم دو مہینہ تک گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے خدمت نبوی ﷺ میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول دیا کہ پتھر بندھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا شکم اطہر کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر بندھے تھے۔ (مسلم)

قدموں پہ ڈھیر اشرفیوں کا پڑا ہوا
اور سات دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

الغرض سرور انبیاء، حبیب کبریا ﷺ کا کئی کئی دن کچھ تناول نہ فرمانا اور آپ ﷺ کے اہل و عیال کا بغیر کھائے پیئے اوقات گزارنا اختیاری فعل تھا

ورنہ حضور ﷺ اگر چاہتے تو زمین سونا اور آسمان ہیروں اور جواہرات کا مینہ برسا دیتا۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :

یا عائشہ لو شئت لصارت معی جبال الذھب

عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔ (بخاری)

اللہ اکبر! شہنشاہ کونین ہیں۔ ہفت اقلیم کی سلطنت قدموں میں ہے۔ کارخانہ الہیہ کی باگ ڈور دست اقدس میں ہے۔ مملکت الہیہ کے خزائن کی کنجیاں جبریل بہ حضور نبوی پیش کر چکے ہیں مگر زہد و قناعت، تواضع و انکسار کا یہ عالم ہے اور زخارف دنیاوی سے اس قدر بے رغبتی ہے کہ ....

کبھی تھوڑی کھجوریں کھانا، پانی پی کر پھر رہ جانا
دو دو مہینے یونہی گزارا ﷺ
قبضہ میں جسکے ساری خدائی اسکا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں کتنی ہیچ ہے دنیا ﷺ
کھانا جو دیکھو جو کی روٹی، بے چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا ﷺ

بچوں پر شفقت...... شہنشاہ کونین ﷺ بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ معمول تھا کہ سفر سے جب تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے بٹھا لیتے تھے۔

ایک دفعہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی چھوٹی لڑکی کو خدمت اقدس میں لائے، بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر معمولی چیز نظر آئے تو اس سے کھیلتے ہیں۔ حضور کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی ان کی نظر جو پڑی تو مہر نبوت سے کھیلنے لگیں، ان کے والد خالد نے ڈانٹا آپ ﷺ نے فرمایا کھیلنے دو۔ (بخاری)

مستورات کے ساتھ برتاؤ...... عورت چونکہ ہمیشہ ذلیل رہی ہے اس لئے کسی نامور کے ذخیرہ اخلاق میں یہ نظر نہیں آتا کہ اس کا طریق معاشرت عورتوں کے ساتھ کیا تھا مگر حضور ہی ہستی کے وہ پہلے نقش ہیں جنہوں نے داد رسی فرمائی اور ان کو عزت و منزلت کے دربار میں جگہ دی چنانچہ مستورات کے ساتھ رحمت عالم

ﷺ کی معاشرت نہایت ہی رحم و رافت پر مشتمل تھی۔

ایک مرتبہ بہت سی قرابت دار بیبیاں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں کہ اچانک حضرت عمر ؓ آگئے۔ سب عورتیں پردہ میں چھپ گئیں۔ حضور ﷺ مسکرا دیئے۔ حضرت عمر ؓ نے سبب مسکراہٹ پوچھا تو فرمایا مجھے تعجب ہوا کہ تمہاری آواز سن کر یہ آڑ میں چلی گئیں۔

پھر حضرت عمر ؓ نے عورتوں سے فرمایا اپنی جان کی دشمنو ....! مجھ سے ڈرتی ہو حضور ﷺ سے نہیں ڈرتیں .... ؟ سب عورتوں نے کہا، تم حضور ﷺ کی نسبت سخت مزاج ہو۔ (بخاری)

رحمت عامہ...... حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ﷺ عالم کے لئے رحمت تھی۔ اس لئے آپ ﷺ کے ذخیرہ اخلاق میں رحمت و رافت کے دریا جوش مارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ عادت کریمہ تھی کہ کسی کے لئے بددعا نہ فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے عرض کی سرکار (ﷺ) فلاں کے لئے بددعا کیجئے آپ کا چہرہ منور سرخ ہوگیا فرمایا میں لعنت کے لئے نہیں رحمت کے لئے آیا ہوں۔

آپ نے دنیا کو پیغام دیا :

لاتباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا

ایک دوسرے پر بغض و حسد نہ کرو اور نہ منہ پھیرو اور اے خدا کے بندو، آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

رقیق القلبی...... حضور علیہ السلام نہایت نرم دل اور رقیق القلب تھے۔ مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وفد کے رکن بن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کو بیس دن تک مجلس نبوی ﷺ میں شرکت کا شرف حاصل ہوا وہ فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیما رقیقا

حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم رحیم المزاج اور رقیق القلب تھے۔

لطف طبع...... طبع اقدس میں لطافت بھی تھی۔ کبھی کبھی ظرافت کی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بڑھیا حاضر خدمت ہوئیں عرض کی سرکار (ﷺ) میرے لئے دعا فرمایئے کہ مجھے بہشت نصیب ہو۔ فرمایا بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ ان کو صدمہ ہوا' واپس جانے لگیں' فرمایا ان سے کہہ دو بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر! (شمائل ترمذی)

حلیہ اقدس

وہ حسن ہے ٹھہرنا نظر کا محال ہے
دیکھے رخ نبی ﷺ کے تاب مجال ہے

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو اپنی ذات و صفات کا مظہر اتم حقیقت و معرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا مخزن' روحانیت کے تمام محاسن و اوصاف کا معدن بنایا تھا اور آپ ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر نظریں خیرہ ہوگئیں اور جس کا مشاہدہ کرکے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا :

لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان سے بعد۔

حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں :

یوسف اخی صبیح وانا ملیح

یوسف میرے بھائی حسین تھے اور میں نمکین حسن والا ہوں۔

پھر امت کا اس پر اجماع بھی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا اور حضور ﷺ کو کل حسن۔ اس لئے آپ حسن مطلق اور حسن کل تھے اور حسن یوسف حسن نبوی کی ایک تابش تھی اور دنیا کے حسین حسن محمدی ﷺ کی ایک جھلک ہیں۔

جمال روئے ترا ہرکہ دید حیران شد

چہ صور تیست ترا لا الہ الا اللہ

حسن نبوت...... سرکار دو عالم ﷺ کے حسن بے مثال کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان، یہ جملے بھی اپنی زبان پر لایا کرتے تھے :

ماراَیت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم نے حضور ﷺ سے خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ تمہارے نبی ﷺ :

صبیح الوجہ کریم الحسب حسن الصوت (خصائص ص ۷۲ ج ۱)

خوبصورت چہرے والے، عمدہ حسب والے، نفیس آواز والے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر جب مسرت و خوشی کے آثار طاری ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ اقدس ایسا روشن ہو جاتا **کانہ قطعۃ قمر** (حوالہ مذکور) "گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔"

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اگر تم لوگ حضور نور مجسم ﷺ کو دیکھتے تو ایسا معلوم کرتے جیسے :

الشمس طالعۃ (دارمی)

(افق سے) سورج طلوع کر رہا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک :

مثل الشمس والقمر مستدیرا

چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔ (مسلم شریف)

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

چہرہ اقدس...... حضور علیہ السلام کا چہرہ اقدس گولائی کے ساتھ کسی قدر طویل تھا۔ رونق حسن کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چودھویں رات کا چاند طلوع کر رہا ہے۔ خوشی و مسرت کے وقت چہرہ مبارک میں آئینہ کی طرح اشیاء کے عکس نظر آتے تھے رنگ گورا چٹا سفید تھا جس میں سرخی تھی اور سنہری شعاعیں نکلتی تھیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ اقدس اتنا روشن و منور تھا کہ چاند اور سورج کی روشنی اس کے

سامنے ماند تھی۔ چہرہ مصطفیٰ ﷺ جلال و جمال ایزدی عزوجل کا مظہر تھا اور اس میں اتنی ملاحت تھی کہ جس کی تعریف و توصیف سے زبان عاجز اور قلم مجبور ہے خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حیران تھے کہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے حسن و جمال کو کس طرح بیان کریں اور کس چیز کے ساتھ تشبیہ دیں ایک چاند پر نظر پڑی۔ سورج کو دیکھا کہ بہت خوبصورت اور روشن ہے کہہ دیا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن تھا مگر یہ تشبیہ صرف تشبیہ تھی ورنہ

......

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرہ کو
میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں چہرہ نبوی ﷺ کے حسن کا یہ عالم تھا :

کان الشمس تجری فی وجھہ (حجتہ اللہ علی العالمین ص ٦٧٩)

گویا کہ سورج آپ کے چہرہ میں جاری ہے۔

اذ اضحک یتلا لا فی الجدر

جب آپ ﷺ تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک :

مثل الشمس والقمر و کان مستدیرا (حوالہ مذکور)

چاند و سورج کی طرح روشن و منور اور گول تھا۔

حدیث ابن ہالہ میں ہے کہ آپ کا چہرہ منور :

یتلا لا وجھہ تلا لا القمر لیلۃ البدر (حوالہ مذکور)

اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کا چاند دمکتا ہے۔

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب ﷺ
اور ہلال عید ابروئے حبیب ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کلام فرماتے :

روی کالنور یخرج من بین ثنایاہ
تو آپ ﷺ کے اگلے دانتوں سے نور چھنتا ہوا نظر آتا تھا۔ (خصائص ص ۶۲ ج ۱)

حضرت ابی قرصافہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضور ﷺ سے بیعت کر کے واپس ہوئے تو راستہ میں میری والدہ نے آپ ﷺ کے متعلق کہا کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین چہرہ والا، نفیس اور پاک کپڑوں والا، نرم کلام والا نہیں دیکھا۔

ورایا کالنور یخرج من فیہ (حوالہ مذکور)
اور میں نے دیکھا کہ دہن اقدس سے نور کا فوارہ جاری ہے۔

رخ **مصطفیٰ**...... چاند سورج اور ستارے روشن ہیں، منور ہیں ایک جہاں کو روشن کر رہے ہیں مگر رخ مصطفیٰ ﷺ، اللہ اکبر.... ! اس کی تابش کی کس میں مجال ہے؟ ستارے اس کی روشنی کے سامنے خجل اور چاند و سورج اس کی براقت کے سامنے ماند ہیں،

جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز نے خوب فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں : یہ چاند ستارے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان کا نور ان کی چمک دمک اپنی ذاتی ہے، حاشا ......! سید المرسلین نور مجسم ﷺ نے جب غسل فرمایا اور آپ ﷺ کے تلووں کا جو دھوون بچا چاند اور ستاروں نے اپنی کٹوریوں کو اس نوری غسالہ سے بھر لیا، بس پھر کیا تھا روشن و منور ہوگئے فرماتے ہیں۔

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

سبحان اللہ .... ! چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ ﵁ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو اس وقت دیکھا جب کہ چودھویں کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے

ساتھ نکلا ہوا' افق عالم کو روشن و منور کر رہا تھا اور مدنی تاجدار سرکار ابدقرار دو عالم کے سردار ﷺ سرخ رنگ کا دھاری دار جبہ مبارک زیب تن فرما کیے ہوئے تھے :

فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم والی القمر مرة
تو میں نے ایک نظر مدنی چاند پر اور ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور دونوں کا موازنہ کیا کہ کون زیادہ خوبصورت ہے۔

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا' یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائق بخشش)

نیز فرماتے ہیں کہ :

فاذا ھو احسن عندی من القمر (ترمذی شریف)
تو مجھے یقین ہوگیا کہ حضور ﷺ محبوب کبریا چاند سے زیادہ خوبصوت ہیں چاند میں میل تھا حضور میل سے منزہ تھے۔

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

(حدائق بخشش)

نوری شمعیں..... امام ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن ؓ سے حضور ﷺ کو بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت حسن ؓ حضور کی خدمت میں تھے' رات ہوگئی' تاریکی چھاگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا حسن جاؤ اپنی والدہ کے پاس' ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی سرکار انہیں میں پہنچا آؤں' فرمایا نہیں ....!

فجائت برقة من السماء فمشی فی ضونها حتی بلغ الی امه (خصائص کبری ص ۸ ج ۱)
اتنے میں آسمان سے ایک روشنی پیدا ہوئی اور اس روشنی میں حضرت حسن ؓ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

سبحان اللہ! دنیا کے بادشاہ بجلی کے بلب جلا روشنی کرتے ہیں اور وہ بجلی کے محتاج ہیں مگر حضور سید المرسلین علیہ السلام کی نرالی شان ہے۔ یہاں ان مادی شمعوں کی ضرورت ہے نہ کسی برقی قوت کی۔ یہاں تو قدرت انتظام کرتی ہے اور آپ ﷺ کے فرزندوں کے لئے قدرتی نرالی شمعیں روشن ہو جاتی ہیں۔

صحابہ کی لاٹھیاں...... امام ابو نعیم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں صحابہ کرام خدمت نبوی ﷺ سے اپنے گھروں کو جاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی لاٹھیاں شمع بن جایا کرتی تھیں اور ان کی روشنی میں صحابہ تاریک راستوں کو طے کرتے تھے۔ ایک صحابی ابو سعید خدری کہتے ہیں :

کانت لیلۃ مطیرۃ فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برقت برقۃ (خصائص کبری ص ۷۷ ج ۲) (ملخص)

اندھیری رات میں جب حضور ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو آسمان سے چمک پیدا ہوتی اور اس کی روشنی میں راستہ صاف نظر آنے لگتا۔

یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جسم منور اور آپ ﷺ کا چہرہ اقدس اس قدر روشن و منور تھا جیسے آفتاب طلوع کر رہا ہے۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک کی چمک دمک سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔ آپ کے تبسم کے وقت دندان مبارک سے وہ نور چھنتا تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس روشنی میں اپنی گمشدہ سوئی تلاش کر لیتی تھیں۔

خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کان الشمس تجری فی وجھہ

گویا کہ آفتاب چہرہ اقدس میں روان ہے۔ (حجتہ اللہ ص ۶۷۹)

اذا ضحک یتلا لا الجلر (حوالہ مذکور)

جب آپ ﷺ تبسم فرماتے تھے تو دندان مبارک کے نور سے دیواروں پر روشنی چھا جاتی تھی۔

اس لئے ان شمعوں کا روشن ہونا اور آسمان سے چمک کا پیدا ہونا صرف اعزاز و

اکرام مصطفیٰ علیہ التحیۃ **والثناء** کے لئے تھا۔

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

رخسار مبارک...... حضور ﷺ کے رخسار منور بھی پرانوار تھے۔ صفحہ رخسار پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ ایک صحابی وصف رخسار ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

كان ماء الذهب تجری فی صفحته خله صلی اللہ علیہ وسلم

گویا کہ صفحہ رخسار پر سونے کا پانی چھلک رہا ہے۔ (مواہب لدنیہ)

غرض یہ کہ چہرہ نبوی حسن و جمال' خوبی و کمال کا معدن تھا اور آپ ﷺ نمکین حسن' عمدہ حسب' اچھی آواز والے تھے اور بے مثل نے آپ کے ہر عضو کو بے مثل بنایا تھا اور خامہ قدرت نے بذات خود آپ کی تصویر کو سنوارا تھا۔ مجدد وقت حضرت امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت بریلوی نے خوب فرمایا ہے۔

خامہ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

دندان مبارک...... حضرت سرور عالم ﷺ کے دندان مبارک موتیوں کی طرح سفید اور چمکدار تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

كان رسول الله ﷺ افلج الثنتين اذا تكلم رای كالنور يخرج من بين ثناياه

حضور علیہ السلام جب کلام فرماتے تو آپ کی دانتوں کی کشادگی سے ایک نور چھنتا تھا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں :

اذ اضحک یتلا لا فی الجدر ارمثلہ قبلہ ولا بعدہ (ترمذی)

جب آپ تبسم فرماتے تو دیواروں پر عکس پڑتا تھا۔ میں نے حضور ﷺ جیسا نہ آپ سے قبل دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔

بے مثلی حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیوں کر ہو
نہیں کوئی تمہارا ہم رتبہ نہ کوئی ترا ہم پایہ پایا

لب مبارک...... حضور علیہ السلام کے لب مبارک نہایت خوبصورت تھے' مواہب

لدنیہ میں ہے کہ حضور کے لب مبارک :

احسن عباد اللہ شفتین (مواب لدنیہ)

اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے اچھے تھے۔

عادت کریمہ تھی کہ لب و دہان خوب کھول کر فصاحت وضاحت سے گفتگو فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کے لب مبارک جنبش میں آتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ منہ سے نور برس رہا ہے لب مبارک سے جو کلمات برآمد ہوتے ان میں فصاحت و بلاغت اور شیرینی ہوتی تھی۔ لب ہائے مبارک کی ایک جنبش سے سینکڑوں مردہ دل زندہ ہو جاتے تھے اور جان کے دشمن، خون کے پیاسے، غلام بن جاتے تھے۔

لب مبارک کا اعجاز...... ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں بیمار ہوگیا اور شدت مرض میں یہ دعا کر رہا تھا کہ الٰہی ..... ! اگر وقت آگیا ہے تو موت دے دے اور اگر زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگی میں وسعت دے۔ میرے یہ کلمات حضور ﷺ نے سن لئے :

فضربہ برجلہ و قال اللھم عافہ او اشفہ قال فما اشتکیت وجعی بعد (ترمذی)

اور ٹھوکر ماری اور فرمایا الٰہی ..... ! ان کو عافیت دے یا شفا دے، پھر اس کے بعد مجھے اس مرض کی کبھی شکایت نہ ہوئی۔

اللہ اکبر ..... ! لب جاں بخش کے ہلاتے ہی شفا ہوگئی اور ٹھوکر سے بیمار کو تندرست کر دیا۔

درختوں کی اطاعت...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبوت کی تصدیق کے لئے دلیل مانگی تو حضور علیہ السلوۃ والسلام نے فرمایا میں اس درخت خرما کے خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری گواہی دے گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلوۃ والسلام نے لب جاں بخش کو ہلایا۔ وہ خوشہ درخت سے اترنے لگا اور اس نے اتر کر آپ کی نبوت کی گواہی دی پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

ارجع فعاد فاسلم الاعرابی (ترمذی)

واپس لوٹ جا ..... ! وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور اعرابی مسلمان ہوگیا۔

زبان مبارک

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

محبوب رب العالمین ﷺ کی زبان مبارک نہایت فصیح و بلیغ اور شیریں تھی۔ آپ ﷺ کے خطبات میں قدرتی تاثیر تھی پتھردل آپ ﷺ کے خطبہ کو سن کر موم ہو جاتے تھے اور فصحائے عرب آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے کسی مکتب و درس گاہ میں تعلیم حاصل نہ کی تھی مگر اس کے باوجود۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اس ماہ طیبہ نے بتلا دیا ایک اشارے میں

عرب کے بڑے بڑے شاعر، ادیب، فلاسفر، سیاست دان جب خطبات نبویہ ﷺ پر غور کرتے تو حیران ہو جاتے اور ان کو آپ ﷺ کے مقابل لب کشائی کی جرات ہی نہ ہوتی تھی۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اعتراف...... اسی لئے ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور (ﷺ) میں نے عرب کا دورہ کیا ہے۔ بڑے بڑے فصحاء سے ملاقات کی ہے لیکن آپ سے زیادہ فصاحت کسی میں نہ پائی حضور علیہ السلام نے فرمایا :

ادبنی ربی (خصائص کبری ص ۸ ج ۱)
مجھے میرے رب نے ادب سکھایا۔

نبی امی...... انہی معنوں میں حضور ﷺ کو امی کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک جن علوم و معارف کے دریا بہاتی تھی اور علم و معرفت کے جو کلمات آپ کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوتے تھے یہ سب وہبی تھے، کسبی نہ تھے اور اللہ

تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ علم و معرفت عطا فرمایا تھا جس کے حضور سب کی زبانیں گنگ تھیں۔

امام طبرانی ابی قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جب حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو میری والدہ اور خالہ نے واپس لوٹ کر کہا کہ حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت ہم نے کسی کو نہ دیکھا اور آپ ﷺ سے زیادہ ستھرے کپڑے کسی کے نہ پائے۔

ولا الین کلاما و راینا کالنور یخرج من فیہ (خصائص کبریٰ ص ۶۲ ج ۱)

آپ سے زیادہ نرم کلامی کسی میں نہ پائی۔ ہم نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے نور آپ ﷺ کے منہ سے نکل رہا ہے۔

عظمت زبان...... حضور علیہ السلام کی زبان کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ یہ وہی زبان مبارک ہے جو حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر رب العالمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتی ہے۔

اور آپ کی گفتگو کے متعلق قرآن کریم اعلان کرتا ہے :

ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (قرآن)

یہ اپنی طرف سے نہیں بولتے ان کا بولنا وحی الٰہی ہے۔

یعنی زبان نبوت منشاء ایزدی کی ترجمان ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان اقدس کی حکومت کائنات کے ہر ذرہ پر ہے اور ملک السموات والارض کا ہر ذرہ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

زبان مبارک کا معجزہ...... حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روایت کو پوری سند سے تخریج کرتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد میں حضور علیہ السلام نے ایک چشمہ پر نزول اجلال فرمایا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی حضور ﷺ اس چشمہ کا نام بیسان ہے اس کا پانی کھاری ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا :

بل ھو نعمان وھو طیب فغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاسم وغیر اللہ الماء

(حجتہ اللہ ص ۴۳۳)

نہیں ...... ! اس کا نام نعمان ہے اس کا پانی میٹھا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چشمہ کا نام بدل دیا اور اللہ تعالیٰ نے پانی کا ذائقہ بدل دیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ چشمہ کا نام بیسان تھا پانی بھی کھاری تھا لیکن زبان نبوت ﷺ کے فرما دینے سے اللہ تعالیٰ نے اس چشمہ کے پانی کو میٹھا کر دیا آخر کیوں ؟......

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاس......ابن عساکر ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا مگر دستیاب نہ ہوا۔

فاعطی لسانہ فمصہ حتی روی (خصائص ص ۶۲)

حضور علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں دے دی انھوں نے چوسی اور سیراب ہوگئے۔

زبان مبارک کی عجیب برکت......امام ابو نعیم و بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ایک یہودی کا غلام تھا۔ یہودی نے مجھے چالیس اوقیہ سونے کے عوض آزاد کرنے کا وعدہ کیا۔ مجھے فکر ہوئی کہ اتنا سونا کہاں سے لاؤں گا؟ آخر حضور علیہ السلام نے مجھے مرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا فرمایا : ”جا اسے دے کر آزاد ہو جا!“

میں نے عرض کی سرکار (ﷺ) یہ سونا تو چالیس اوقیہ نہیں ہے!

فاخذها وقلبه علی لسانه وقال خذها فان الله سیودی عنک قال سلمان فوزنت لهم اربعین اوقیة وبقی عندی مثل ما اعطیتهم (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۶۵)

یہ سن کر حضور ﷺ نے وہ سونے کا ٹکڑا میرے ہاتھ سے لے لیا اور اس پر اپنی زبان مبارک لگا دی اور فرمایا کہ جا...... ! اب اسی سونے سے تیرا قرض اتر جائے

گا۔ حضرت سلمان ؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسی سونے سے چالیس اوقیہ اس یہودی کو دے دیا اور میرے پاس اتنا ہی رہ گیا۔

قارئین! یہ سونا چالیس اوقیہ نہ تھا مگر حضور ﷺ کی زبان مبارک کے لگتے ہی اس میں اتنی برکت ہوگئی کہ اسی سونے سے حضرت سلمان ؓ نے اپنا قرض بھی اتار دیا اور اسی مقدار میں ان کے پاس بچ گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تھوڑی سی چیز کو زیادہ فرمانے پر بھی قادر ہیں۔ کیا ہمسری کے دعویداروں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے؟

گستاخان بارگاہ نبوی ﷺ کا انجام...... امام بخاری حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حکیم ابن ابوالعاص دربار نبوت ﷺ میں بیٹھتا تو استہزاء حضور کی نقلیں اتارتا تھا۔ ایک دفعہ یہ خبیث اسی طرح اپنے منہ کو ہلا رہا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

کن کنلک فلم یزل یختلج حتی مات (خصائص ص ۷۶ ج ۲)

ایسا ہی ہو جا! چنانچہ مرتے دم تک اس کا منہ ایسے ہی ہلتا رہا۔

ناظرین! یہ جلال مصطفیٰ ﷺ تھا' حضور ﷺ کو جلال آگیا یعنی رب کی شان جلالی کا ظہور ہوا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا ایسا ہی ہو جا...... ! کن فرمایا اور اس کو ایسا ہی ہونا پڑا' ورنہ حضور ﷺ تو رحمت مجسم ہیں کبھی کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتے۔ دشمن پتھر مارتا ہے اور پھول سی دعا لے کر جاتا ہے۔

ہیں دعائیں سنگ دشمن کے عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

کیا دیکھا نہیں' دو جہان کے مالک نماز پڑھ رہے ہیں جب یہ مقدس پیشانی بارگاہ الٰہی میں جھکتی ہے۔ تو خبیث عتبہ اونٹ کی اوجھڑی پشت انور پر رکھ دیتا ہے۔ آپ کے پھول سے قدموں کو تکلیف پہنچانے کے لئے راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ کافر تکالیف کے پہاڑ توڑتے ہیں مگر اللہ اکبر...... ! کل جہان کے شہنشاہ ﷺ کی منور پیشانی پر بل تک نہیں آتا بلکہ ایسے دشمنوں کے لئے یہ دعا کی جاتی کہ۔

الٰہی' فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر

الٰہی، پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

کیا عتبہ اور طائف کے موقعہ پر سنگباری کرنے والوں کے لئے کوئی حکم نہیں ہو سکتا تھا۔ ہو سکتا تھا اور ضرور حضور ﷺ ان کو ان کے کئے کی کوئی سزا دے سکتے تھے مگر وہاں شان رحمت کا ظہور تھا اس لئے ان کے متعلق کوئی حکم نہ فرمایا، لیکن یہاں دیکھئے کہ حکیم ابن ابوالعاص منہ چڑاتا ہے فوراً دربار رسالت ﷺ سے حکم ملتا ہے کہ **کن کذلک**، تیرا منہ ایسا ہی ہلتا رہے۔ چنانچہ اس کا ناپاک منہ مرتے دم تک ہلتا رہتا ہے۔ غرض یہ کہ حضور ﷺ کو کافروں نے تکالیف پہنچائیں، تو اسے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حضور معاذ اللہ مجبور و لاچار تھے۔ نہیں بلکہ رحمت عالم ہیں ورنہ کائنات کا ہر ذرہ حضور ﷺ کے حکم کا تابع فرمان ہے اور آپ خدا کے گھر کے مختار ہیں۔

مختار ہے کبریا کے گھر کا
مصداق ہے افضل البشر کا

امام بیہقی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن سرح تھا۔ وحی لکھنے کی خدمت اس کے سپرد تھی کچھ دن بعد وہ مرتد ہوگیا اور عیسائیوں کے ساتھ مل کر کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کو میں جانتا ہوں میں چاہتا لکھ دیتا۔ جب یہ مرا تو حضور ﷺ نے فرمایا :

ان الارض لاتقبلہ فلفن فلم تقبلہ الارض (خصائص ج ۲ ص ۷۸)

اب اس کو زمین قبول نہ کرے گی چنانچہ زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

بخاری کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس کے دوستوں نے جب اس لاش کو قبر سے باہر دیکھی تو انھوں نے خیال کیا کہ یہ اصحاب رسول ﷺ کا کام ہے چنانچہ اس کو دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو وہی منظر سامنے تھا آخر انھوں نے تین بار گہرے گڑھے کھود کر اس کو دفن کیا مگر ہر مرتبہ لاش قبر سے باہر ہی نکل آتی تھی۔ جب انہیں یہ یقین ہوگیا کہ یہ صحابہ کرام کا کام نہیں ہے تو اس کی لاش اسی طرح زمین پر چھوڑ دی۔

اس حدیث سے روشن ہوگیا کہ زمین حضور ﷺ کی تابع ہے اور آپ کی

زبان مبارک سے جو فرمان نکلتا ہے عالم سفلیٰ و علوی کا ہر ذرہ اس کی تعمیل کرتا ہے سچ ہے۔

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے پھر پھر کے وہ تیرا تیرا
دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

آواز مبارک...... زبان مبارک کے بقیہ خصائص و برکات مصنف کتاب ہذا کی تالیف "جامع الصفات" میں پڑھئے۔

حضور ﷺ کی آواز مبارک نہایت دل کش اور خوش کن تھی۔ انسان تو انسان درندے اور چرندے بھی آپ ﷺ کی آواز سے سرور حاصل کرتے تھے۔ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کی آواز کے متعلق :

حسن النعم خوش آواز

کے لفظ آئے ہیں۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں' میں نے کسی کو حضور ﷺ سے زیادہ خوش آواز نہ دیکھا۔ آواز میں ایک خوبی یہ تھی کہ دلنشیں ہونے کے علاوہ ہر بڑے مجمع میں سب کو یکساں پہنچتی تھی۔

آواز کی بلندی...... آپ ﷺ کی آواز بلند تھی اور اس میں معجزہ یہ تھا کہ جب آپ ﷺ اپنی مسجد میں خطبہ فرماتے تھے تو پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں حضور ﷺ کے خطبہ کی آواز سن لیا کرتی تھیں۔

امام بیہقی' حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مسجد نبوی ﷺ میں خطبہ دیا :

حتی اسمع العواتق فی خلورھن(خصائص ص٦٦ ج١)

آپ ﷺ کے خطبہ کو پردہ نشین عورتوں نے اپنے گھروں میں سن لیا۔

ابو نعیم و بیہقی' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ :

فسمع عبد بن رواحۃ وھو فی بنی غنم فجلس فی مکانہ (خصائص ص ٦٦ ج ١)
حضور ﷺ کی آواز عبد بن رواحہ نے جو قبیلہ بنی غنم میں تھے سن لی اور عبداللہ حکم کی تعمیل میں وہیں بیٹھ گئے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی آواز مبارک اتنی بلند و بالا تھی کہ کسی دوسرے کی آواز اتنی دور نہ پہنچتی تھی۔

مردہ زندہ فرما دیا...... امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے عرض کی سرکار (ﷺ) آپ میری لڑکی کو زندہ کر دیں تو میں ایمان لے آؤں گا۔ حضور ﷺ اس کے ہمراہ اس کی لڑکی کی قبر پر پہنچے اور :

یا فلانۃ فقالت لبیک و سعدیک

اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی، لڑکی زندہ ہوگئی، اور کہا لبیک۔

دیکھئے! حضور ﷺ کی آواز بھی بے مثل و بے نظیر ہے۔ حضور ﷺ کی آواز مردے زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور ہماری آواز سے تنکا بھی نہیں ہل سکتا۔

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

چشمان مقدس

سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

حضور نور مجسم ﷺ کی مقدس نورانی آنکھیں نہایت خوشنما بے حد خوبصورت تھیں۔ آنکھوں کی پتلی سیاہ تھی۔ سرمہ کے بغیر معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے آنکھوں کی سپیدی میں سرخ ڈورے تھے جن کو علامات نبوت میں شمار کیا گیا ہے۔ سفر شام میں ایک راہب نے حضرت میسرہ سے یہ معلوم کر کے کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی ہے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی تھی اور

کہا تھا کہ یہ علامت کتب قدیمہ میں بھی موجود ہے۔

بھنویں..... حضور ﷺ کی بھنویں نہایت خوبصورت اور خمدار تھیں۔ دور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ دونوں گوشہ ابرو ملے ہوئے ہیں مگر حقیقت یہ نہ تھی۔ قریب سے دیکھنے میں ہر گوشہ ایک دوسرے سے جدا معلوم ہوتا تھا اور نور مجسم ﷺ کی خوبصورت نورانی آنکھیں، اللہ عزوجل کو بے حجاب و بے نقاب دیکھنے والی آنکھیں، عین ذات کا مشاہدہ کرنے والی آنکھیں، حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر جمال ذات حق جل مجدہ کا معائنہ کرنے والی آنکھیں، روشن و منور آنکھیں، عالم کی نگہبان آنکھیں، سرگیں آنکھیں، بے شمار رحمتوں برکتوں اور خصوصیتوں کی حامل آنکھیں۔

اندھیرا حجاب نہیں..... وہ آنکھیں جن کے لئے اندھیرا حجاب نہیں۔ جو ساری کائنات کو محیط اور سارے عالم کو مثل کف دست دیکھ رہی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

یری فی الظلماء کما یری فی الضوء (بیہقی، خصائص ص ۶۱ ج ۱)

حضور ﷺ اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

یری باللیل فی الظلمۃ کما یری فی النہار فی الضوء (ایضا)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے ہیں۔

یکساں دیکھنا..... وہ نورانی آنکھیں جو آگے پیچھے یکساں دیکھتی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے رکوع اور سجدہ نہ کیا کرو۔

فانی اراکم من امامی و من خلفی (مسلم)

کیوں کہ میں آگے اور پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔

حاکم و ابو نعیم و امام عبدالرزاق اپنے جامع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا :

فلنی لانظر الی ماورائی کما انظر الی مابین یدی (خصائص کبری ص ۶۱ ج ۱)

میں اپنے پیچھے بھی اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے آگے۔

خلاصہ...... دیکھئے حضور نبی کریم ﷺ کی مقدس نورانی آنکھیں کیسی بے مثل و بے نظیر ہیں ان کے لئے اندھیرا حجاب نہیں کیوں کہ نور کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں بن سکتی۔

قلوب کی کیفیات...... وہ مقدس آنکھیں جن سے بنی نوع انسان کی قلبی حالت پوشیدہ نہیں۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہی ہے۔

واللہ ما یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم (بخاری ص ۵۹ ج ۱)

خدا کی قسم! تمہارے خشوع اور رکوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتی ہے مگر نگاہ احمدی ﷺ کے قربان جو نمازی کے خشوع کا بھی ادراک رکھتی ہیں اور مسلمانوں کے خشوع و رکوع اور دل کی حالتوں پر انہیں عبور حاصل ہے اور ان نورانی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے :

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

دل کی باتیں...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک انصاری اور ایک ثقفی دربار نبوت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا جو تم پوچھنا چاہتے ہو اگر تم کہو تو میں ہی بتا دوں کہ تم کیا سوال کرنا چاہتے ہو' ثقفی نے عرض کی حضور (ﷺ) یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ آپ میرے دل کی بات بتا دیں۔ فرمایا تم نماز' روزہ اور غسل جنابت کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذات مقدس کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے :

ان ذاک الذی اسئلک (بیہقی و ابو نعیم)

میں یہ ہی مسئلے پوچھنے کے لئے آیا تھا۔

معلوم ہوا کہ قلب کی کیفیت، دل کے ارادے، نبی کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہوا کرتے اور نبی کی آنکھیں عام انسانوں کی آنکھوں کی طرح نہیں ہوتیں۔

روئے زمین پر نظر..... ایک مرتبہ حضرت **یعلی** صحابی خدمت حضور ﷺ میں غزوہ موتہ کے حالات سنانے کے لئے حاضر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا :

ان شئت فاخبرنی وان شئت فاخبرتک قال اخبرنی یارسول اللہ فاخبرہ خبرہ کلہ و وصفہ لھم (ابو نعیم) (خصائص کبری ص ۲۵۹ ج ۲)

اگر تم کہو تو تمہارے سنانے سے پہلے میں خود جنگ موتہ کے حالات بیان کر دوں۔ انہوں نے عرض کی حضور ﷺ ہی بیان فرمائیں چنانچہ آپ نے تمام حالات تفصیل کے ساتھ سنا دیئے۔

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس ذات مقدس کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کے بیان اور واقعات جنگ میں سرمو فرق نہیں ہے۔

سبحان اللہ .... ! مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں مگر محاذ جنگ آپ کی نظروں کے سامنے ہے اور آپ غزوہ موتہ کے حالات کو بچشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ چشم نبوت دور و نزدیک کے قانون سے وراء ہے یہ قانون دوسروں کی آنکھوں کے لئے نہیں ہے۔

ساری کائنات پیش نظر..... حضرت عمر بن اخطب انصاری کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ **والتسلیم** نے ایک دن میں :

فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمہ (مسلم)

قیامت تک ہونے والے تمام حالات و واقعات بیان فرما دیئے۔

عبدالرحمٰن بن عائش فرماتے ہیں کہ (حضور علیہ السلام نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو ظاہر فرما دیا :

فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمہ کانما انظر الی کفی ھذہ (طبرانی، مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ ج ۲)

اور میں دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

اللہ اکبر.... ! یہ شان ہے چشم مصطفیٰ علیہ التحیۃ **والثناء** کی زمین و آسمان ساری کائنات آپ کی نظر کے سامنے ہے اور ذرہ ذرہ پر آپ ﷺ کی نظر ہے۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کون سا تیری جس پر نظر نہیں

مدینہ منورہ سے شام تک...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ :

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی للنجاشی فی الیوم الذی مات فیہ (بخاری)

جس دن حبشہ میں نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا حضور ﷺ نے اسی دن ہمیں ان کے انتقال کی خبر سنائی۔

حضرت نجاشی علیہ الرحمتہ کا انتقال حبشہ میں ہوا تھا مگر چشم مصطفیٰ علیہ العلوۃ والسلام کی خصوصیت دیکھئے کہ مدینہ منورہ سے حبشہ تک پہنچی اور دریا و پہاڑ اور سمندر ان مقدس نظروں کے لئے حجاب نہ بن سکے ... کیوں ... ؟

اس لئے کہ نور کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں بن سکتی اور نور اندھیرے کو اجالا بنا دیتا ہے :

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ

جنت پر نظر...... جب مدینہ شریف میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اطلاع آئی تو حضور ﷺ کچھ عرصہ غمگین رہے پھر ایک لمحہ کے بعد آپ مسکرا دیئے۔ صحابہ کرام نے سبب مسکراہٹ پوچھا حضور علیہ العلوۃ والسلام نے فرمایا مجھے میرے اصحاب کی شہادت نے غمگین کیا :

حتی رایتھم فی الجنۃ اخوانا علی سرر متقابلین (ابن سعد، خصائص کبری ص ٦ ج ١)
لیکن ابھی میں نے دیکھا یہ شہادت پانے والے جنت میں تختوں پر بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر میں خوش ہوا اور مسکرا دیا۔

سبحان اللہ! ہمارے رسول علیہ العلوۃ والسلام کی مقدس نورانی آنکھیں عالم علوی

کا مشاہدہ فرماتی ہیں اور آن واحد میں زمین سے جنت تک پہنچ جاتی ہیں کیا بشر بشر کی رٹ لگانے والوں کی آنکھیں بھی اس خصوصیت کی مالک ہیں ... ؟

برزخ پر نظر..... حضرت بشیر حارثی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام ایک قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا "تجھے معلوم نہیں ... ؟" کسی نے عرض کی سرکار (ﷺ) آپ نے یہ کیا جملے فرمائے ... ؟ حضور ﷺ نے فرمایا :

ان ھذا یسئل عنی فقال لا ادری (کنز العمال ص ۲۷۷ ج ۲)

اس قبر والے سے میرے متعلق سوال ہو رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔

سبحان اللہ .... ! کیا سرعت نظر ہے۔ برزخ پیش نظر ہے اور قبر کی سو من مٹی آپ کی نظر کے لئے حجاب نہیں۔

اعمال امت پر نظر..... ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر میری تمام امت اپنے اچھے برے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی۔ (مسلم شریف) مجھ پر میری امت کے ثواب کے کام پیش کئے گئے۔

حتی القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد

یہاں تک کہ وہ تنکا جس کو آدمی مسجد سے نکالے۔ (ابوداؤد)

مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی آیت یا سورت دی جائے اور وہ اسے بھلا دے۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ اپنی ساری امت کے اعمال و افعال سے واقف ہیں اور ساری امت کے اچھے برے کام آپ کے پیش نظر ہیں۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی تیری دانائی کی

بصارت نبوی ﷺ

حاضر و ناظر

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

عجب بات ہے کہ ایک فرقہ حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا نہ صرف انکار ہی کرتا ہے بلکہ ہر اس شخص کو جو حضور سرور کائنات ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کافر و مشرک بھی قرار دیتا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حاضر و ناظر ہونا یہ رسول کریم ﷺ کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے اور آپ ﷺ کی عظمت و بزرگی کا ایک نشان عظیم ہے اور ایک ایسا عظیم جلیل مرتبہ ہے جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ غور تو کیجئے کہ نبی کریم ﷺ کی عظمت یہ کہنے اور سمجھنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ آپ پر احوال دنیا و آخرت منکشف ہیں یا اس میں کہ آپ کو تو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں ہے۔

حاضر و ناظر کے معنی...... علامہ قاضی عیاض کی شرح شفا جلد نمبر۱ صفحہ ۵۰۵ پر ہے :

الشهيد من الشهود بمعنى الحضور و معناه العالم

لفظ شہید مشہود سے مشتق ہے۔ شہید حضور کے معنی میں ہے اور حضور کے معنی عالم کے ہیں۔

شرح مواقف ص ۶۱۹ پر مذکور ہے :

النظر فی اللغه بمعنى الرويه

نظر لغت میں رویت کے معنی میں مستعمل ہے۔

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ حاضر کے معنی عالم کے ہیں اور ناظر کے معنی دیکھنے والے کے ہیں۔ اہل سنت و جماعت حضور سرور عالم ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ اس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو وہ علم، وہ رویت، وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ حضور ہر جگہ اور ہر مقام کا علم و رویت رکھتے ہیں اور چشم نبوت و رسالت سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔

قرآن حکیم...... اللہ رب العزت جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے :

(۱) **انا ارسلنک شاهدا و مبشرا ....** محبوب ...! ہم نے تمہیں شاہد، مبشر اور نذیر بنایا۔
(۲) ویکون الرسول علیکم شهیدا .... یہ رسول تم پر شہید ہے۔

(۳) و جئنابک علی ھولاء شھیدا .... اور ہم قیامت کے دن سب پر آپ کو شہید بنائیں گے۔

آیت اول میں لفظ شاہد اور دوم میں لفظ شہید ہے اور شاہد و شہید کے معنی عالم کے ہیں۔ اب آیہ کریمہ مذکورہ کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بے خبر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ علم و رویت، حاضر و ناظر کی صفت سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کے سر اقدس پر علم و معرفت کا تاج رکھا ہے۔

ان آیات کی تفاسیر..... حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

(۱) **شاھدا ای عالما و مطلعا** (شرح شفا ص ۵۰۵ ج ۱)

شاہد کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالم بنایا ہے اور تمام اشیاء پر اطلاع دی ہے۔

(۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لفظ شہیدا کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

وباشد رسول شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان اوچیست و حجابے کہ بداں از ترقی مجوب ماندہ است کدام است پس ادمے شنا سد گناہان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا لہذا شہادت او ور دنیا و دین بحکم شرع درحق امت مقبول و واجب العل است (تفسیر عزیزی ص ٦٧٦)

تمہارے رسول ﷺ دن قیامت میں تم پر گواہ ہوں گے کیوں کہ وہ اپنی نبوت کے نور کے ساتھ اپنے دین پر چلنے والے کے رتبہ سے واقف ہیں کہ وہ میرے دین میں کسی درجہ پر پہنچا۔ اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور جس حجاب کے سبب وہ ترقی سے رک گیا۔ وہ کونسا حجاب ہے تو حضور ﷺ ہر امتی کے گناہوں کو پہچانتے اور تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے سب نیک و بد اعمال سے واقف ہیں اور تمہارے خلوص و نفاق پر مطلع ہیں لہذا حضور کی گواہی دنیا و آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لفظ شہید کی جو تفسیر فرمائی ہے اس سے ذیل کے امور پر روشنی پڑتی ہے یعنی حضور نبی کریم علیہ السلام اپنے نور نبوت کے

ذریعہ اپنے ہر امتی کے رتبہ و مقام ایمان، ایمان کے درجات، اس کی حقیقت، عدم ترقی کے اسباب و حجاب، اپنے امتی کے گناہ، نیک و بداعمال، قلبی احوال، خطرات، وسواس، نفاق غرض کہ اپنی امت کی ہر حرکت و سکون سے واقف ہیں اسی لئے قیامت کے دن حضور ﷺ کی گواہی امت کے حق میں مقبول ہوگی اور یہ ہی حاضر و ناظر کے معنی ہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ شاہ صاحب نے لفظ شہید کی جو تفسیر فرمائی ہے اس میں تمام مفسرین کرام متفق و متحد ہیں۔ بخوف طوالت ہم صرف چند تفاسیر کے حوالے اور پیش کرتے ہیں۔

(۱) تفسیر روح البیان میں ہے :

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين

اور شہادت کے معنی یہ ہیں کہ حضور ہر مسلمان کے رتبہ و مقام پر مطلع ہیں۔

(۲) تفسیر خازن و مدارک میں ہے :

ثم يؤتى بمحمد صلى الله عليه وسلم فيسأله عن حال امته فيزكيهم و يشهد بعدالتهم و يزكيهم و يعلم بعدالتهم

قیامت کے حضور ﷺ سے امت کے متعلق سوال ہوگا تو آپ اپنی امت کے عدل کی شہادت دیں گے کیوں کہ حضور ﷺ امتی کے عدل کو جانتے ہیں۔ (تفسیر خازن و مدارک)

(۳) تفسیر نیشاپوری میں آیت نمبر۳ کے تحت ہے۔ :

لان روح النبى صلى الله عليه وسلم شاهدا على جميع الارواح والقلوب والنفوس بقوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق نورى

حضور علیہ السلام قیامت کے دن کی گواہی دیں گے کیوں کہ حضور ﷺ کی روح مبارک تمام ارواح اور قلوب اور نفوس کو دیکھ رہی ہے اسی لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا ہے۔

(۴) تفسیر مدارک میں آیت نمبر۳ کے ماتحت ہے :

اى شاهدا على من كفر بالكفر و على من نافق بالنفاق وعلى من امن بالايمان

حضور ﷺ کافروں کے کفر' منافقوں کے نفاق اور ایمان والوں کے ایمان کی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

فائدہ : ۔ واضح ہو کہ کفر و نفاق کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور یہ بھی غیب ہے۔

(۵) روح البیان میں ہے :

واعلم انہ یعرض علی النبی اعمال امتہ غدوۃ و عشیہ فیعرفھم بسیماھم واعمالھم

آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش ہوتے ہیں اور آپ امت کو ان کی علامات سے جانتے ہیں اور ان کے اعمال سے واقف ہیں۔

(۶) تفسیر ابن کثیر جلد ۳ میں حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں :

لیس من یوم الا یعرض علی النبی اعمال امتہ غدوۃ و عشیۃ یعلمھم باسمائھم واعمالھم ولذلک یشھد علیھم

ہر دن حضور علیہ السلام پر صبح و شام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور حضور ﷺ اپنے ہر امتی کے نام اور اس کے اعمال سے واقف ہیں اسی لئے قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد' ابن ماجہ' مسند امام احمد میں بھی ہے' ان تینوں آیتوں اور ان کی تفاسیر سے یہ ثابت ہوا کہ حضور کی نظروں سے عالم کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے اور یہ ہی معنی ہیں حاضر و ناظر کے۔

احادیث......(۱) مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۱۹۲ میں طبرانی سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ **والتسلیم** نے فرمایا :

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامہ کانما انظر الی کفی ھذہ

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر کیا میں دنیا کی طرف اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ زرقانی لکھتے ہیں :

ای اظھر و کشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع مافیھا فانا انظر الیھا (الخ) اشارۃ الی

انہ نظر حقیقی دفع انہ ارید بالنظر العلم (زرقانی جلد ۷ ص ۲۳۴)

رفع کے معنی یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا اس کا کشف کیا۔ نظر سے مراد نظر حقیقی ہے مجازی معنی صرف علم نہیں ہیں (بلکہ نظر سے مراد حضور ﷺ کا حقیقۃ اپنی آنکھوں سے دنیا و مافیہا جو قیامت تک ہوگا دیکھنا مراد ہے)

(۲) مشکوٰۃ شریف میں حضرت ثوبان سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

ان اللہ قد زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

مظاہر حق ص ۳۰۵ پر اس حدیث کا ترجمہ یوں ہے :

”بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا۔ دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین کو۔“

(۳) **ما من شی لم اکن اریتہ الا رایتہ فی مقامی ھذا** (بخاری جلد ۱ ص ۱۸)

حضور ﷺ نے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو میں اپنے اس مقام سے ہر شے کو دیکھ رہا ہوں۔

(۴) **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل ترون ما اری انی اری مواقع الفتن فی خلال بیوتکم**

حضور نے فرمایا کیا تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں میں تمہارے گھروں میں فتنے اٹھنے کی جگہ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ (جامع صغیر جلد ۱ ص ۱۴۲)

علامہ نبہانی کا ارشاد......اسی لئے علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی اپنی کتاب جواہر البحار کے ص ۴۸۳ جلد ۱ پر فرماتے ہیں :

انہ جسدہ الشریف لا یخلو منہ زمان ولا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا قلم ولا بر ولا بحر ولا سھل ولا زعر ولا برزخ ولا برزخ

حضور ﷺ کے جسد شریف کی تجلی سے نہ زمانہ خالی ہے نہ مکان نہ محل ہے نہ امکان نہ عرش خالی ہے نہ لوح نہ کرسی خالی ہے نہ قلم نہ بحر خالی ہے نہ بر، نہ نرم زمین خالی ہے نہ سخت، نہ برزخ خالی ہے اور نہ قبر۔

یعنی سید عالم ﷺ اپنے مقام اعلیٰ و ارفع میں تشریف فرما ہیں زمان مکان' امکان' عرش و فرش' لوح و قلم و کرسی' برزخ و قبر سب جگہ حاضر و ناظر ہیں کوئی مقام کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جس کو حضور ﷺ نہ دیکھ رہے ہوں اور نور ریزی نہ فرما رہے ہوں۔ گویا کہ آفتاب نبوت و مہتاب رسالت ﷺ اپنی تجلیات و انوار سے تمام عالم کو روشن و منور فرما رہا ہے۔

توضیح......ان آیات و احادیث اور ان کی تشریح و تفصیل سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ حضور سید المرسلین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت بصیرت عطا فرمائی ہے اور حضور علیہ السلام کو وہ نور ملا ہے جس کے سبب عالم کی کوئی شے آپ ﷺ سے مخفی و پوشیدہ نہیں ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کے پیش نظر ہے۔
یہ حضور ﷺ کا ایک مرتبہ و مقام اور معجزہ ہے جس کا نام حاضر و ناظر ہے۔

نوٹ......بہ نظر اختصار چشمان نبوت کے متعلق یہ چند حدیثیں پیش کر دی ہیں۔ اگر آپ چشم نبوی کے خصائص کی پوری تفصیل دیکھنا چاہیں تو مصنف کتاب ہذا کی تصنیف "جامع الصفات" کے ابواب حضرت موسیٰ کی آنکھیں' ہماری آنکھیں' غیب الغیب' ذخیرہ بیوت کا مطالعہ کیجئے۔

موئے مبارک

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

اکرم مخلوقات' افضل موجودات حضور سرور عالم ﷺ کے موئے مبارک بھی ایک ممتاز حیثیت کے مالک ہیں اسلام کے مشہور جرنیل حضرت خالد ؓ کو میدان کار زار میں فتح و نصرت انہیں مبارک بالوں کی برکت سے حاصل ہوتی تھی گویا حضور اکرم ﷺ کے بال بھی دافع البلاء اور مشکل کشا ہیں :

امام بیہقی ؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ کی ٹوپی میں حضور علیہ السلام کے چند مبارک بال تھے۔

فکان لایشھد قتالا الا رزق النصر (حجتہ اللہ ص ۶۶۵)

اور انہیں بالوں کی برکت سے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر معرکہ میں فتح حاصل ہوتی تھی۔

حاکم و دیگر محدثین کرام روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی گم ہوگئی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی تلاش کرنے لگے۔ مسلمان فوجیوں نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حرکت کو پسند نہ کیا اور کہا۔ تیر برس رہے ہیں' تلواریں چل رہی ہیں' موت و حیات کا سوال ہے اور فوج کا جرنیل گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی کی تلاش میں مصروف ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوپی کی تلاش کے بعد فوجیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے تمہاری حیرانی بجا ہے مگر تمہیں معلوم نہیں کہ میری ٹوپی میں حضور سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کے موئے مبارک تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے عمرہ فرمایا اور اپنے بال کٹوائے تو ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے موئے مبارک حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کئے اور اپنی ٹوپی میں رکھ لئے۔

فلم اشهد قتالا وهي معي الا رزقت النصر (کتاب مذکور ص ۶۸۶)

ہر معرکہ میں یہ بال میرے ساتھ ہوتے ہیں اور انہی کی برکت سے مجھے فتح حاصل ہوتی ہے۔

حدیث مذکور پر غور کیجئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی اور اسلام کے ایک بہت بڑے جرنیل ہیں۔ حضور ﷺ کے موئے مبارک کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ جنگ میں انہیں کی برکت سے فتح حاصل ہوتی ہے۔ اب پوچھئے ان لوگوں سے جو شان نبوت ﷺ کے منکر ہیں اور انبیائے کرام کو اپنے جیسا انسان سمجھتے ہیں کیا وہ سرکار نبی کریم ﷺ کے ایک بال کی بھی برابری کرسکتے ہیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں!

صحابہ کا عقیدہ...... ابن سعد محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی' میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ ہمارے پاس حضور ﷺ کے چند بال ہیں جو حضرت

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئے ہیں۔ یہ سن کر محمد بن سیرین نے فرمایا :

لان تکون شعرۃ منہ احب الی من الدنیا و مافیھا (بخاری جلد ۲ ص ۱۹)

حضور ﷺ کا ایک بال ہمیں دنیا و مافیہا سے محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا حلاق حضور کے بال اتار رہا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پروانہ وار موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے حضور ﷺ کا طواف کر رہے ہیں :

فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل

تاکہ ایک بال بھی زمین پر نہ گرے اور ان کے ہاتھ آجائے۔ (مسلم شریف)

فائدہ...... صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے بالوں کو بھی بے مثل و بے نظیر جانتے تھے اور اسی لئے بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے۔ اس پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ انبیائے کرام علیہ الصلوۃ **والتسلیم** اور بزرگان دین کے بال وغیرہ کو بطور تبرک رکھنا، ان کی تعظیم کرنا اور ان سے نفع و برکت کی امید رکھنا جائز ہے۔ اگر شرک و بدعت ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کبھی ایسا نہ کرتے۔

موئے مبارک کی عظمت...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور ﷺ کے چند بال تھے :

فکان اذا اصاب الانسان عین او شیٔ الخ (بخاری کتاب اللباس)

جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا بیمار ہو جاتا تو وہ حضور ﷺ کے بالوں کو دھو کر اس کا پانی مریض کو پلاتیں مریض شفایاب ہو جاتے۔

دیکھئے نبی ﷺ کے بال ہر مرض کے لئے شفا ہیں۔ ہمسری کے دعویداروں سے پوچھئے کہ ان کے بال بھی کسی بیمار نے دھو کر پیئے ہیں اور اس نے شفا پائی ہے؟ اگر نہیں تو پھر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے ہمسری کا دعویٰ کیوں .... ؟

گوش مبارک

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حضور نور مجسم ﷺ کی قوت سامعہ بھی بے نظیر ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

انی لاری مالا ترون واسمع مالا تسمعون (ترمذی و خائص ٦٧ ج ١)

میں وہ دیکھتا ہوں جو کوئی نہیں دیکھتا اور وہ سنتا ہوں جو کوئی نہیں سنتا۔

آسمان چرچراتا ہے اور اسے لائق ہے کہ وہ چرچرائے۔ (ترمذی)

اس حدیث میں خود حضور ﷺ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ میری قوت باصرہ اور سامعہ عام انسانوں کی طرح نہیں ہے۔ میں اللہ کا نبی ہوں اور نبی وہ دیکھتا ہے جو عام انسان نہیں دیکھ سکتے۔ اور وہ سنتا ہے جو سب کی حد سماعت سے باہر رہتا ہے۔

پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دوگام
آس ہم کو بھی لگی ہے تیری بینائی کی!

پانچ سو سال کی مسافت...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز جبریل امین خدمت اقدس میں حاضر تھے۔

سمع نقیضا من خوخہ فرفع راسہ (مسلم)

تو آپ ﷺ نے کھڑکی کھلنے کی آواز سن کر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

جبریل امین نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو کبھی نہ کھلا تھا۔ پھر ایک فرشتہ حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) میں آپ کو دو نور کی خوشخبری دیتا ہوں۔ فاتحہ الکتاب اور آخر سورہ بقرہ۔

دیکھئے حضور علیہ السلام آسمان کے دروازہ کھلنے کی آواز سن رہے ہیں اگر اس دروازہ کو آسمان اول کا دروازہ مانا جائے تو بھی پانچ سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور حضور علیہ السلام پانچ سو برس کی مسافت کی آواز کو سن رہے ہیں۔

بے مثل قوت سامعہ...... حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) آپ ﷺ سے محبت تو میرے دل میں اسی وقت پیدا ہوگئی تھی جب کہ آپ ﷺ کی شیر خواری کا زمانہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ گہوارہ میں تشریف فرما ہیں اور چاند سے گفتگو فرما رہے ہیں اور جس طرف انگلی سے

اشارہ فرماتے ہیں :

حیث اشرت مال

چاند اسی طرف جھک جاتا ہے۔

حدیث کے اس ٹکڑے کو پڑھئے اور نبی علیہ السلام کی مبارک انگلی کی حکومت ملاحظہ کیجئے کہ چاند انگلی کے اشارہ پر رقص کرتا ہے۔ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کی نورانی انگلی کا احترام کرتا ہے۔

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو ایسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نور ہیں نور کے لئے نوری کھلونوں کی ضرورت تھی۔ اللہ رب العزت جل مجدہ نے اپنے نوری محبوب ﷺ کے لئے آسمان بنایا۔ اس کے سینہ کو چاند تاروں سے مزین فرمایا تاکہ یہ چاند ستارے نوری محبوب ﷺ کے لئے ایام طفولیت میں کھلونوں کا کام دیں۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضرت عباس ؓ کی یہ گفتگو سن کر حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا چاند مجھ سے اور میں اس سے باتیں کرتا تھا' چاند مجھے رونے سے باز رکھتا تھا۔

اسمع وجنته حین تسجد تحت العرش

اور میں چاند کے زیر عرش سجدہ کی آواز کو سنتا تھا۔ (خصائص ص ۵۳ ج ۱)

یہ حدیث سماعت نبوی ﷺ پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں چاند کے زیر عرش سجدہ کی آواز کو سنتا تھا۔ گویا زمانہ شیرخواری اور طفولیت میں حضور ﷺ کی سماعت کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ لاکھوں برس کے فاصلے کی آواز کو سن لیتے تھے۔ تو اب جب کہ آپ ﷺ کے مراتب میں سنکھوں بلکہ مہا سنکھوں درجہ زائد ترقی ہوگئی اور ہو رہی ہے کیوں ارشاد خداوندی ہے **وللاخرة خیرلک من الاولی** تو اب آپ ﷺ کی قوت سامعہ کتنی ترقی کر گئی ہوگی۔ جب بچپن میں ہزاروں برس مسافت کی آواز سن لیتے تھے تو کیا اب پاک و

ہند کے درود پڑھنے والے کی آواز کو نہ سنتے ہوں گے .... ؟ سنتے ہیں اور وہ سب کی سنتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار کی!
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

حضور ﷺ سب کی سنتے ہیں...... امام طبرانی حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو کیوں کہ اس دن دیگر ایام کی بہ نسبت ملا ئکہ رحمت کا نزول زیادہ ہوتا ہے :

لیس من عبد یصلی الا بلغنی صوتہ حیث کان

کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) کیا آپ بعد وفات بھی ہمارے درود کو سنیں گے؟ فرمایا :

وبعد وفاتی فان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (طبرانی)

ہاں بعد وفات بھی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

دلائل الخیرات میں یہ حدیث موجود ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں :

اسمع صلاۃ اھل محبتی وتعرض علی صلاۃ غیرھم عرضا

اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

احوال برزخ...... امام احمد، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ایک دن حضور ﷺ بنی نجار کے باغ میں داخل ہوئے۔

فسمع اصوات رجال ماتوا فی الجاھلیۃ یعذبون فی القبور (خصائص ص ۸۸ ج ۲)

تو آپ نے بنی نجار کے ان لوگوں کی آواز کو سنا جو زمانہ جاہلیت میں مرچکے تھے اور قبر میں انہیں عذاب ہو رہا تھا۔

حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوۃ **والتسلیم** جنت البقیع میں تشریف لے جارہے تھے۔ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو .... ؟ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی نہیں .... ! فرمایا

الا تسمعون اھل القبور یعذبون (خصائص ص ۸۹ ج ۲)

کیا تم نہیں سنتے کہ اہل قبور کو عذاب ہو رہا ہے۔

یہ احادیث بتاتی ہیں کہ برزخ کے احوال حضور نبی کریم علیہ السلام پر پوشیدہ نہیں ہیں اور آپ ﷺ کے ایسے بے مثل کان ہیں کہ قبر میں چیخنے والوں کی آواز بھی سن لیتے ہیں بلکہ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قبر میں انسان کو کیوں عذاب ہو رہا ہے اور کس نوعیت کا ہو رہا ہے۔ چنانچہ کتاب السنہ کی حدیث ہے کہ آپ بقیع غرقد میں تشریف لائے اور دو قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا کیا تم نے فلاں فلاں کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہاں! فرمایا :

والذی نفسی بیدہ لقد ضرب ضربہ ما بقی منہ عظم الا انقطع (خصائص ص ۸۹ ج ۱)

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ابھی فرشتہ نے ایک گرز ماری ہے جس سے ان کے جسم کی کوئی ہڈی سالم نہیں رہی ہے۔

اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دیا گیا ہے۔

صحابہ نے عرض کی ان کا جرم کیا تھا .... ؟ فرمایا ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔

یہ احادیث حضور ﷺ کی قوت سامعہ و قوت باصرہ پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔ حضور ﷺ کی مقدس آنکھیں قبر کے اندر کے حالات و واقعات کا مشاہدہ کر رہی ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپ کو معلوم ہے کہ قبر میں کون دفن ہے' کب مرا ہے' اس کے عمل کیسے تھے اور اب اس کو کس قسم کا عذاب ہو رہا ہے .... ؟ اور کیوں ہو رہا ہے سچ ہے کہ :

خدا نے کیا تم کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

ایام طفولیت...... چاند کے سجدے کرنے والی حدیث پر پھر غور کیجئے' حضور ﷺ فرماتے ہیں چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا بچپن بھی ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور آپ ﷺ کا زمانہ طفولیت عام بچوں کی طرح نہ تھا۔

اٹھتے بوٹوں کی نشوونما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام ابن سبع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

ان مهده كان يتحرك بتحريك الملائكة وان اول كلام تكلم به الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا (خصائص ص ۵۲ ج ۱)

حضور ﷺ کے گہوارہ اقدس کو ملائکہ حرکت دیتے تھے اور جب آپ نے صحن عالم میں قدم رکھا تو پہلا کلام یہ تھا :
"اللہ اکبر کبیرا، الحمد للہ کثیرا۔"

پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں چاند مجھے رونے سے روکتا تھا گویا بحالت شیرخواری بھی حضور علیہ السلام کو اپنے گریہ فرمانے کا احساس ہوتا تھا۔ کچھ عجب نہیں کہ حضور ﷺ کا بحالت شیرخواری گریہ فرمانا امت کے بخشوانے کے لئے ہو اور چاند زمین ادب چوم کر عرض کرتا ہو سرکار کیوں روتے ہو؟ حشر کے دن شفاعت کبریٰ اور چمکتا دمکتا تاج تو آپ کے ہی سر ہوگا۔

اشک شب بھر انتظار عفو امت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

عام بچے جوان ہو کر بچپن کے حالات و واقعات بھول جاتے ہیں بلکہ بڑوں کے یاد دلانے پر بھی ان کو یاد نہیں آتے مگر سید المرسلین ﷺ کی نرالی شان ہے۔ یہاں تمام حالات یاد ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنائے جا رہے ہیں کہ چاند مجھ سے گفتگو کرتا تھا وہ مجھے رونے سے باز رکھتا تھا۔

فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو بچپن اور کمسنی میں بھی ادراک و شعور، علم و فہم حاصل تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام اخلاق حمیدہ و آداب شرعیہ دینیہ، علم و حلم، صبر و شکر، عدل، زہد، تواضع، عفو، عفت، شجاعت، سخاوت، حیا، مروت، خاموشی، سکون، وقار، رحمت، حسن ادب، معاشرت غرض کہ تمام محاسن آپ میں جمع فرما دئے گئے

تھے۔

الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

عدل بے نظیر......امام بن سبع فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب میں سیدھی چھاتی سے حضور ﷺ کو دودھ پلاتی تو آپ ﷺ نوش فرما لیتے اور جب بائیں چھاتی سے دودھ پلاتی تو آپ ﷺ نہ پیتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ :

و ذلک من عدله لانه یعلم ان له شریکا فی الرضاعه (خصائص ص ۵۹ ج ۱)

یہ آپ کا عدل تھا کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ میرا بھی شریک رضاعی ہے۔

یعنی حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچہ کو بھی دودھ پلاتی تھیں اس لئے حضور علیہ السلام اپنے دوسرے ساتھی کے لئے دودھ چھوڑ دیتے تھے اور صرف ان کی ایک چھاتی سے دودھ پیتے تھے۔ آپ تصور کیجئے کہ زمانہ شیرخواری میں نور مجسم ﷺ کے عدل، فہم، عقل، دیانت اور شعور کا یہ کتنا بلند درجہ تھا۔ سبحان اللہ !....

بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

دست مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

اللہ عزوجل کی عظیم و جلیل نعمتوں میں سے ایک نعمت ہاتھ بھی ہے۔ منعم حقیقی نے بنی نوع انسان کو یہ نعمت عطا فرمائی۔ ہڈی اور گوشت کے مجموعہ کا نام ہاتھ ہے سب ہی کے ہاتھ ہوتے ہیں اور تمام انسان ہاتھ کی بناوٹ اور اس کی نوعیت کو جانتے ہیں۔ سید الانبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ **والثناء** کے بھی دو نورانی ہاتھ ہیں۔ بظاہر تو یہ ہاتھ، ہاتھ نظر آتے ہیں مگر دیکھنے والی آنکھ جانتی ہے کہ کونین کی

نعمتیں اسی مبارک ہاتھ میں مستور ہیں اور ساری کائنات کی برکتیں اسی بے مثل ہاتھ میں ہیں، حضرت امام بخاری علیہ الرحمتہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نور مجسم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا :

اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (بخاری)

میرے پاس خزائن ارض کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

امام احمد حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا :

اعطیت مقالید الدنیا علی فرس ابلق جائنی بها جبریل علیه السلام علیه قطیفة من سندس

مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں جبریل چتکبرے گھوڑے پر میرے پاس لائے اور اس پر سفید ریشمی رومال پڑا ہوا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کے دست تقدس میں ہیں آنکھ والا دیکھتا اور تصدیق کرتا ہے اور دیدہ کور اپنی کور باطنی کی وجہ سے مقدس ہاتھوں کو خالی سمجھتا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

تبدیل اعیان...... سرور عالم ﷺ کے نوری ہاتھ مٹی کو سونا اور لوہے کو پارس بنا دیتے ہیں۔ ان مقدس ہاتھوں میں تبدیل اعیان و قلب ماہیت کی طاقت ہے یہ مبارک ہاتھ شے کی حقیقت و نوعیت کو بدل دینے پر قادر ہیں یہ منور ہاتھ شاخ خرمہ کو تلوار بنا دیتے ہیں۔

امام بیہقی حضرت عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے :

فاعطاه النبی صلی الله علیه وسلم عسیبا من نخل فرجع فی ید عبدالله سیفا

حضور علیہ الصلوۃ والسلام انہیں ایک کھجور کی ٹہنی عطا فرمائی اور وہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ (حجتہ اللہ ص ۴۳۲)

ناظرین .... ! دیکھئے حضور اکرم ﷺ نے کھجور کی ٹہنی کو تلوار بنا دیا، لکڑی کو لوہا کر دیا۔ شئی کی حقیقت کو بدل دیا۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی قلب اعیان پر قادر ہیں۔

جنتی دوزخی..... حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقدس نورانی ہاتھ عزوجل کی کتاب ہیں۔ ان ہاتھوں میں جنتیوں اور دوزخیوں کی فہرست ہے یعنی جنتی اور دوزخی حضور علیہ السلام کی مٹھی میں ہیں۔

امام ترمذی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بزم صحابہ میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے صحابہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا :

هذا كتاب من رب العالمين فيه اسماء اهل الجنة واسماء اباهم وقبائلهم ثم اجمل على اخرهم فلا يزاد فيهم ولا ينقص عنهم ابدا

میرا سیدھا ہاتھ خدا کی کتاب ہے اس میں جنتیوں کے نام ان کے باپوں ان کے قبیلوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور آخر میں میزان لگا دی گئی ہے اس میں کچھ کمی زیادتی نہیں ہوسکتی۔

پھر حضور ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کتاب، ہے اللہ تعالیٰ کی اس میں دوزخیوں کے نام ان کے قبائل اور ان کے باپوں کے نام مندرج ہیں اخیر میں ان کی میزان لگا دی گئی ہے اس میں کمی زیادتی نہیں ہوسکتی۔ (ترمذی ص ۱۶ ج ۱)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ کون جنتی اور کون دوزخی ہے، ان کی تعداد کیا ہے اور ان کے باپوں اور ان کے قبیلوں کے کیا نام ہیں۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کو معلوم ہے اور عالم کی کوئی چیز چشم مصطفیٰ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

بھلا عالم سی شے مخفی رہے اس چشم حق بیں سے
کہ جس نے خالق عالم کو بے شک بالیقیں دیکھا

قانون قدرت...... قانون قدرت کے ماتحت ہر بچہ جوان ہوتا ہے اور جوان ہونے کے بعد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ جوانی اور پیری دو ایسے دور ہیں جن سے ہر انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور قدرت کے اس قانون کو نہ قوت توڑ سکتی ہے اور نہ روپیہ' اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں ہمیشہ جوان رہوں' میرے بال سیاہ رہیں' چہرہ پر شکن تک نہ آئے اور اس مقصد کے لئے وہ ہزاروں روپیہ بھی خرچ کر دے تو پھر بھی وہ اپنی مراد کو نہیں پاسکتا مگر ہاں ایک مقدس اور برگزیدہ ہستی ہے جس کے نوری ہاتھوں میں قوانین قدرت کی باگ ڈور ہے۔ اللہ عزوجل نے اگر ایسی طاقت عطا فرمائی ہے تو وہ دست مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ہیں جن کا ادنیٰ تصرف یہ ہے جو جوانی کو برقرار اور بالوں کو سپید ہونے سے روک دیتے ہیں۔

امام ترمذی و بیہقی' ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میری داڑھی اور سر پر حضور علیہ السلام نے اپنا دست اقدس پھیر دیا اور پھر فرمایا الٰہی .... ! اسے زینت دے جس کا اثر یہ ہوا کہ :

فبلغ بضعا و مائة سنة وما فی راسه والحيته بياض و كان منبسط الوجه ولم ينقبض وجهه حتى مات

ان کی عمر تقریباً سو سال کی ہوئی مگر داڑھی اور سر کا ایک بال بھی سپید نہ ہوا اور چہرہ پر شکن تک نہ آئی۔ (حجتہ اللہ ص ۴۳۷)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' حضور علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے .... ؟ میں نے عرض کی سائب بن یزید ہوں :

فمسح بيده على راسى و قال بارک الله فيک فهو لا يشيب ابدا (خصائص ص ۸۲ ج ۲)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ برکت دے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ میرے بال ہمیشہ سیاہ رہے۔

امام طبرانی و ابن سکن' مالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے سر اور داڑھی پر رکھا جس کا اثر یہ ہوا کہ :

حتی شاب راسہ و لحیتہ وما شاب موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجتہ اللہ ص ۴۳۷)

مالک، بوڑھے ہوگئے ان کے سر کے اور ڈاڑھی کے بال سپید ہوگئے مگر وہ بال جن پر دست اقدس پھر گیا تھا وہ کالے ہی رہے۔

امام بیہقی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بوڑھے یہودی نے حضور علیہ السلام کے موئے مبارک بطور تبرک حاصل کئے حضور ﷺ نے فرمایا :

اللھم جملہ فاسودت لحیتہ بعد ما کانت بیضاء (خصائص ص ۸۳ ج ۲)

الٰہی! اسے زینت دے۔ اس کے داڑھی کے سپید بال حضور ﷺ کے یہ فرماتے ہی کالے ہوگئے۔

ناظرین! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک سپید بالوں کو کالا اور بوڑھوں کو جوان کر دیتے ہیں اور جوانوں کو بوڑھا ہونے سے روک دیتے ہیں کیا ہمارے ہاتھ بھی ایسی طاقت و قوت رکھتے ہیں ...... ؟

دست نبی کی خوشبو......

انہیں کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈے، ریشم سے زیادہ نرم ہیں ان ہاتھوں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے نہیں بلکہ مشک و عنبر نے انہیں مبارک و معطر ہاتھوں سے خوشبو پائی ہے۔

امام طبرانی، مستور و ابن شداد رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

فاذا ھو الین من الحریر و ابرد من الثلج (خصائص ص ۴۷ ج ۱)

تو میں نے آپ کا ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پایا۔

حضرت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسود کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ کا ہاتھ :

فاذا هو ابرد من الثلج و اطيب ريحا من المسک (خصائص ص ۷۳ ج ۱)
برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور اس میں مشک سے زیادہ خوشبو تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے رخسار پر دست مبارک پھیرا :

فوجدت ليده بردا و ريحا كانما اخرجها من جرنه عطار
تو میں نے آپ کے ہاتھ میں ٹھنڈک اور خوشبو پائی ایسی جیسی عطار کے ڈبوں سے آتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

ما مسست حريرا ولا ديباجا الين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا شممت مسكا ولا عنبرا اطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وسلم (حوالہ مذکور)
میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ سے زیادہ نرم ریشم اور دیباج کو بھی نہ پایا اور مشک و عنبر کی خوشبو کو حضور ﷺ کی خوشبو سے زیادہ نہ سونگھا۔

باغیوں کے اعتراض کا جواب...... بعض باغیان سلطنت مصطفوی ﷺ کہا کرتے ہیں کہ کاشانہ نبوت ﷺ سے سات سات دن تک دھواں نہ اٹھنا اور اہل بیت نبوت کو کئی دن تک روٹی کا دستیاب نہ ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ معاذ اللہ محبوب کبریا ﷺ کے گھر میں گیہوں نہ تھے' اس لئے کھانا نہ پکایا گیا۔ باغیوں کا ایسا کہنا ان کے خبث باطنی پر مبنی ہے۔ حضور علیہ السلام روٹی اور پانی کے محتاج نہ تھے۔ دربار رسالت ﷺ میں کسی چیز کی کمی نہ تھی کیوں کہ حضور علیہ السلام کے دست اقدس بھوکوں کی بھوک اور پیاسوں کی پیاس بجھا دینے پر قادر تھے' سچ ہے کہ :

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

اور یہ ظاہر ہے کہ جس مقدس اور برگزیدہ ہستی کے نورانی ہاتھ بھوک اور پیاس مٹانے کی طاقت رکھتے ہوں جس کے مبارک ہاتھ نامرادوں کی جھولیاں' گوہر مراد سے بھر دینے پر قادر ہوں وہ خود اور اس کے گھرانے کے افراد کیسے بھوکے رہ سکتے ہیں؟

حضور ﷺ کا کئی دن تک کچھ تناول نہ فرمانا، جو کی روٹی پر قناعت فرمانا، زہد و قناعت کی تعلیم دینے کے لئے تھا۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

چنانچہ امام بیہقی، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھا اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور حضور کے سامنے بیٹھ گئیں نگاہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے کو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے زرد پڑ گیا ہے۔

فرفع یده فوضعتها علی صدرها قال عمران قد ذهبت الصفرة من وجهها (خصائص ص ۷۱ ج ۲)

حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ پر رکھا عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب جو میں نے دیکھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ اقدس کی زردی سرخی میں تبدیل ہوگئی تھی۔

ناظرین! حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس کا یہ کتنا بڑا تصرف ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ مبارک پر رکھتے ہی ان کی بھوک مٹا دیتا ہے اور یہ ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیٹ بھر جاتا ہے اور اب انہیں روٹی کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ چنانچہ عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند دن میں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملا اور آپ سے پوچھا حضرت فاطمہ نے فرمایا :

ماجعت بعد یا عمران

عمران اس دن سے مجھے کبھی بھوک نہیں لگی۔

اس حدیث سے ظاہر ہوگیا کہ سید عالم ﷺ کے دست مبارک بھوک مٹانے پر قادر تھے۔ پھر حضور ﷺ کا کھانا تناول نہ فرمانا اور اہل بیت کا سات سات دن تک روزے رکھنا صرف امت کو فقر اور زہد و قناعت کی تعلیم دینے کے لئے تھا۔

دست اقدس کے برکات...... امام بیہقی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک ڈھال پر (جس پر کہ عقاب کی تصویر کھنچی ہوئی تھی) اپنا دست مبارک رکھا :

دست مبارک رکھتے ہی (تصویر) مٹ گئی۔

دیکھئے! تصویر جو ڈھال پر کھدی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ کے دست مبارک رکھتے ہی مٹ گئی۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی ایسے ہی ہیں؟

بکری زندہ فرما دی...... امام ابو نعیم کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی اور اس کو پکایا اور خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جابر..! اپنی قوم کو بھی بلا لو۔ جابر نے حکم کی تعمیل کی۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا مگر کھانا اسی طرح باقی رہا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سب سے فرما دیا تھا کہ کوئی شخص ہڈی نہ توڑے اور نہ پھینکے چنانچہ جب سب کھا چکے تو حضور ﷺ نے تمام ہڈیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ تمام ہڈیاں ایک لگن میں جمع کر دی گئیں :

فوضع یدہ علیها ثم تکلم بکلام لم اسمعه فاذا بشاۃ قد قامت تنفض ذنبها (خصائص ص ٦٧ ج ٢)

حضور ﷺ نے ان ہڈیوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور لب جاں بخش کو حرکت دی جس کو ہم سن نہ سکے چنانچہ وہ بکری اپنی دم ہلاتی ہوئی زندہ ہوگئی۔

ناظرین! یہ بکری ذبح ہوئی اس کے گوشت کی بوٹیاں بنیں۔ پھر یہ پکائی گئی گوشت تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے کھا لیا۔ ہڈیاں بچ گئیں۔ حضور ﷺ کے دست اقدس کا تصرف دیکھئے کہ ان ہڈیوں پر گوشت پیدا ہوا، کھال آئی، بال آگئے، روح کا اضافہ ہوا اور پوری بکری بن گئی۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی ہڈیوں کے ڈھیر میں جان ڈال سکتے ہیں؟

لب زلال چشمہ کن میں گندھیں وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

بکری کے تھنوں میں دودھ...... حضرت امام بیہقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ کھانے کی ضرورت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں دریافت فرمایا مگر کچھ نہ پایا۔ اتفاق سے ایک پٹھوری نظر آئی جو ابھی حاملہ نہ ہوئی تھی۔

فمسح النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الدوع (خصائص)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر دست مبارک پھیر دیا۔

تھن دودھ سے بھر گئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس کو دودھ سے سیراب فرمایا، کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی اس برکت کے حامل ہیں؟

دستگیر عالم...... بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے، پنڈلی ٹوٹ گئی، عمامہ سے باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

فمسحها لکانما لم اشتکها قط (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دکھا ہی نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دستگیر عالم ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مشکل و مصیبت کے وقت آپ سے شفا اور دوا طلب کیا کرتے تھے کیوں؟ اس لئے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی علیہ السلام کے ہاتھ عام انسانوں کے ہاتھوں جیسے نہیں ہوتے ہیں۔

ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

انگلیاں...... حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی انگلیاں پتلی اور خوشنما تھیں انگلیوں سے متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔ معجزہ شق القمر انہیں کا کرشمہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انہیں چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔

بخاری و مسلم میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ میں لشکر اسلام پر پیاس کا غلبہ ہوا حضور علیہ السلام کے پاس ایک چھاگل

تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا حضور (ﷺ) پینے اور وضو کو پانی نہیں ہے حضور علیہ السّلام نے چھاگل میں اپنا دست مبارک ڈالا تو :

فجعل الماء یفور من بین اصابعہ کامثال العیون (بخاری)

انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ ہم پیاسوں کی تعداد صرف پندرہ سو تھی اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو سیراب ہو جاتے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری، جن سے دریائے کرم ہے جاری
جوش پہ آتی ہے جب غمخواری، تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

چشم مبارک

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام

حضور ﷺ کا جسم مبارک سبحان اللہ نور کا مجسمہ ہے۔ برکتوں اور رحمتوں کا گنجینہ ہے، نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے، خدا کی بے مثال صنعت کا نمونہ ہے، یعنی سرکار ﷺ کا جسم حق نہیں حق نما ہے، خدا نہیں خدا نما ہے۔

حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور یقین کرے کہ :

بان اللہ تعالٰی جعل خلق بدنہ الشریف علی وجھہ ای حال وھیئۃ لم یظھر قبلہ ولا بعدہ خلق ادمی مثلہ (زرقانی ص ۷۰ ج ۴)

اللہ تعالٰی نے حضور پرنور ﷺ کے جسم شریف کو اس شان کا پیدا فرمایا کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہوا۔

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

جسم مبارک کی قوت..... حارث بن اسامہ، حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ :

اعطی رسول اللہ ﷺ قوۃ بضع و اربعین رجلا کل رجل من اھل الجنۃ

حضور ﷺ کچھ اوپر چالیس جنتی مردوں کی طاقت دیئے گئے تھے (حجۃ اللہ ص ۶۸۷)

یہی وجہ تھی کہ عرب کا مشہور و معروف پہلوان جو بڑا دلیر، جری، بہادر، زور آور، نبرد آزما، جس کی قوت و طاقت کا سکہ عرب بھر میں مانا گیا تھا۔ اس نے طاقت نبوی کے امتحان کے لئے تین بار آپ سے کشتی کی اور حضور پرنور ﷺ نے تینوں بار اس کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ کی کشتی کا واقعہ خصائص کبری میں مذکور ہے۔

نزہۃ المجالس میں حناطی ذکر کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طاقت کا یہ حال تھا کہ جب آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتوں کے مسمار کرنے کے لئے کعبہ کی چھت پر چڑھا دیا تو مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ :

لو شئت لعکوت السماء الثانیۃ لقوتہ ﷺ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس زور سے مجھے اٹھایا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان دوم تک پہنچ جاتا۔

جسم اقدس کی برکت..... امام طبرانی اوسط میں زوجہ ابو رافع حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضور ﷺ کے غسل کردہ پانی کو پیا جس پر حضور ﷺ نے فرمایا :

فقال اذھبی فقد حرم اللہ بدنک علی النار (خصائص ص ۲۵۱ ج ۲)

جا اس کے سبب اللہ نے تیرے جسم پر آتش دوزخ کو حرام کر دیا۔

جسم مبارک بے سایہ..... حکیم ترمذی، حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ :

ان لرسول اللہ ﷺ لم یکن یری لہ ظل فی الشمس و لا فی قمر(حجتہ اللہ ص ٦٨٦)

رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ چاند کی چاندنی میں دکھائی دیتا تھا اور نہ سورج کی روشنی میں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ .... : ۔

یہ ہم کہتے ہیں دنیا میں محمد آئے بے سایہ
خدا جانے تھے کہ تھا سایہ محمد کا

مکھی کا ادب ...... حضور ﷺ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے خصائص میں لکھا ہے کہ آپ کے کپڑے پر بھی مکھ نہ بیٹھتی تھی :

ومن خصائصہ انہ کان لاینزل علیہ الذباب (حجتہ اللہ ص ٦٨٦)

اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خصائص جسم سے یہ بھی ہے کہ جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

گویا مکھی بھی حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی کو پہچانتی ہے اور آپ ﷺ کا ادب کرتی ہے۔

احتلام سے پاک...... حضور علیہ السلام کو کبھی احتلام نہ ہوا کیوں کہ احتلام شیطانی خیالات کے سبب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ :

مااحتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان

کسی نبی کو کبھی احتلام نہ ہوا کیوں کہ احتلام شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام پر شیطان کا قابو نہیں ہے۔

راستہ......

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

اور چونکہ محبوب خدا ﷺ کا سارا جسم خوشبودار تھا۔ حضرت انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جس راستے سے گزر جاتے وہ خوشبو سے معطر ہو جاتا اور صحابہ جب راستے میں خوشبو محسوس کرتے تو کہہ دیتے کہ :

اسرے رسول اللہ ﷺ من ھذا الطریق (خصائص ص ٦٧ ج ا)

اس راستہ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا گزر ہوا ہے۔

دارمی و بیہقی و ابو نعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خاص نشانیوں سے یہ بھی تھی۔

لم یکن فی طریق فیتبعہ الا عرف انہ قد سلکہ من طیب ولم یکن یمر بحجر ولا شجر الا سجدلہ (حجتہ اللہ ص ٦٨٥)

اگر کوئی آپ کے پیچھے آپ کو تلاش کرنے کے لئے آتا تو صرف خوشبو سے پہچان لیتا اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی اور حضور ﷺ جس راستے سے گزرتے پتھر اور درخت آپ کو سجدہ کرتے تھے۔

دارمی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں :

یعرف باللیل بریح الطیب (حوالہ مذکور)

ہم حضور علیہ السلام کو خوشبو سے ہی پہچانتے تھے (کہ آپ یہاں سے تشریف لے جارہے ہیں)

بزاز، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ مل کر چلو وہ فرماتے ہیں جب میں آپ ﷺ کے قریب ہوا تو :

لما همت مسکا ولا عنبر اطیب من ریح رسول اللہ ﷺ (حجتہ اللہ ص ٦٨٦)

آپ کے جسم سے خوشبو مجھے آرہی تھی وہ مشک و عنبر میں نہ تھی۔

ناظرین! سبحان اللہ! جسم نبوی روشن و منور ہے، خوشبودار ہے، یعنی بے مثل نے **اپنے محبوب** ﷺ کے ہر عضو کو بے مثل بنایا ہے سچ ہے :

سر تا بہ قدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

دوش مبارک...... سید عالم ﷺ کے دوش مبارک بھی عجیب شان کے

تھے۔ امام بزاز و بیہقی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے دوش مبارک سے چادر اتر جاتی اور آپ ﷺ کے کندھے ظاہر ہو جاتے :

لکانما سبکته فضه (خصائص کبریٰ)

تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

دوش مبارک کی طاقت...... حضور اکرم ﷺ کے دوش مبارک کی قوت کا یہ حال ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن مجھے اٹھایا اور اس زور سے اٹھایا کہ :

لو شئت لعلوت افق السماء (مستدرک)

میں چاہتا تو افق سما تک پہنچ جاتا۔

اژدہے...... امام رازی **کلا ان الانسان لیطغی** کے ماتحت لکھتے ہیں کہ جب ابوجہل نے حضور نبی کریم ﷺ کو پتھر کے ساتھ شہید کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کے قریب آیا تو :

رای علی کتفیه ثعبانین فلخاف مرعوبا

اس نے دوش اقدس پر دو بڑے اژدہے دیکھے اور ڈر کر بھاگ گیا۔

تثاؤب...... حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ :

ماتثائب النبی ﷺ قط

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کبھی جمائی نہیں آئی۔

ناف مبارک...... امام طبرانی خطیب ابو نعیم ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ :

من کرامتی علی ربی ولدت مختونا ولم یراحد سواتی (خصائص ص ۵۳ ج ۱)

یہ میرے اکرام میں داخل ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میرے چھپانے کی جگہ کو نہ دیکھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام :

ولد مسرورا مختونا (خصائص ص ۵۳ ج ۱)

ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

مہد مبارک......زمانہ شیرخواری میں حضور ﷺ کے مہد مبارک کو فرشتے ہلایا کرتے تھے چنانچہ امام ابن سبع لکھتے ہیں :

ان مھدہ کان یتحرک بتحریک الملائکۃ وان اول کلام تکلم بہ اللہ اکبر کبیرا و الحمد للہ کثیرا

حضور کو فرشتے جھلاتے تھے، بوقت پیدائش آپ نے جو سب سے پہلا کلام کیا وہ یہ تھا اللہ اکبر کبیرا الحمد للہ کثیرا۔

پسینہ مبارک......ام المومنین محبوبہ سیدالمرسلین عائشہ صدیقہ، عفیفہ، پارسا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب خدا ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ اقدس نورانی تھا جس واصف نے آپ کو دیکھا چودھویں رات کا چاند بتایا بلکہ ....

رخ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہ نقش کف پا ہو کر

ھذا عرقک نجعلہ لطیبنا و ھوا طیب الطیب (خصائص و بخاری ص ۶۹ ج ۱)

یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے ہم اس سے خوشبو بنائیں گے کیوں کہ یہ ایک بہترین خوشبو ہے۔

سبحان اللہ! ہمارے پسینہ کو حضور علیہ السلام کے پسینہ سے کیا نسبت ہے۔ ہمارا پسینہ بدبودار ہے اور سید الانبیاء ﷺ کا مبارک پسینہ خوشبودار ہے اور خوبرو آپ کے پسینہ کو بطور عطر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دربار رسالت ﷺ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے۔ آپ میری مدد فرمائیے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ایک شیشی لے آ۔ اس نے حکم کی تعمیل کی آپ نے اپنی کہنیوں کا پسینہ شیشی میں بھر دیا اور فرمایا کہ اپنی بیٹی سے کہہ دے یہ

پسینہ عطر کی جگہ استعمال کیا کرے۔

فکانت افا تطیب یشم اھل الملینة رائحة الطیب فسموا بیت المطیبین (حجتہ اللہ ص ۶۸۵)

جب وہ حضور ﷺ کے پسینہ کو استعمال کرتیں تو مدینے والے اس کی خوشبو کو سونگھتے اور مدینہ کا شہر خوشبو سے مہک جاتا اسی لئے لوگ اس گھر کو خوشبو کا گھر کہنے لگے۔

واہ! اے عطر خدا ساز مہکنا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں سے پسینہ تیرا

قلب منور

پرتو اسم ذات احد پہ درود!
نسخہ جامعیت پہ لاکھوں سلام

حضور سرور عالم ﷺ کا قلب مبارک تجلیات ربانیہ و معارف رحمانیہ کا گنجینہ ہے' شیطانی وساوس سے پاک و منزہ رحمت الہی کا مسکن' ہمیشہ بیدار رہنے والا غفلت سے دور ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کی' سرکار (ﷺ) آپ وتر پڑھنے سے قبل سو جاتے ہیں اور پھر بغیر وضو فرمائے وتر ادا کر لیتے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ :

ان عینی تنا مان ولا ینام قلبی (بخاری)

ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔

قلب کی بیداری ....

ابن سعد حضرت عطاء سے راوی' حضور ﷺ نے فرمایا ہم انبیاء کے گروہ سے ہیں۔

تنام اعیننا و لا ینام قلوبنا ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ (خصائص کبری ص ۶۹' ج ۱)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا قلب مبارک ہمیشہ بیدار رہتا ہے اور آپ کی نیند بھی بے نظیر ہے اور ناقض وضو نہیں ہے۔ انبیائے کرام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ :

رئویا الانبیاء وحی (بخاری ص ۲۵ ج ۱)
انبیائے کرام کے خواب بھی وحی الٰہی ہوتے ہیں۔

قلب اقدس کا غسل...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور آپ کے قلب مبارک کو سنہری طشت میں غسل دے کر :

ثم ملی ایمانا وحکمه ثم اعید مکانه (خصائص ص ۶۳ ج ۲)
ایمان و حکمت سے بھر کر سینہ اقدس میں رکھ دیا گیا۔

سینہ اقدس...... حضور پرنور محبوب کبریا ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ و فراخ تھا۔ شکم مطہر سینہ کے برابر اور ہموار تھا۔ سینہ سے ناف تک ایک بالوں کی لکیر نمودار تھی۔ سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اور اس کو حکمت و ایمان سے بھرا گیا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شق صدر میں مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ شق صدر یا شرح صدر کئی بار ہوا جس میں صدہا حکمتیں تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

کنت اری اثر المخیط فی صدره (خصائص ص ۶۳ ج ۱)
میں نے آپ کے سینہ مبارک میں شگاف کے سلے ہوئے نشان دیکھے۔

پشت انور...... حضور نور مجسم ﷺ کی پشت مبارک سفید رنگ کی اور مضبوط تھی۔ حضرت محرش الکعبی کہتے ہیں کہ میں نے جب پشت انور پر نظر ڈالی :

فکانه سبیکة فضه
تو چاندی کی طرح سفید اور مضبوط تھی۔

مونڈھوں کی درمیان مثل بیضہ کبوتر گوشت ابھرا ہوا تھا جس میں کچھ بال اور تل

تھے جن کے جمع ہونے پر ایک عبارت پڑھی جاسکتی تھی اسی ابھار کو مہر نبوت کہتے ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت کے یہ الفاظ ہیں :

خاتم النبوة بين كتفيه مثل بيضة الحمامه

خاتم نبوت دونوں مونڈھوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے برابر تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں خاتم نبوۃ ایک گوشت کا ابھار تھا جو آپ کی پشت مبارک میں تھا اور اس میں گوشت کے لفظوں سے محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

امام ابو نعیم نے حضرت سلمان ؓ سے جو روایت کی ہے اور اس میں وہ فرماتے ہیں خاتم نبوۃ مثل بیضہ کبوتر تھی اور یہ تین سطریں پڑھی جاتی تھیں۔

(۱) **وحده لاشريک له** - اللہ وحدہ لاشریک ہے۔
(۲) **محمد رسول الله** - محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
(۳) **توجه حيث شئت فانک منصور** - آپ جہاں چاہیں جائیں کیوں کہ آپ فتح یاب ہیں۔

بغل مبارک...... اکرم مخلوقات ﷺ کے بغل مبارک بھی بے مثل و بے نظیر تھے۔ آپ ﷺ کے بغل میں مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو آتی تھی اور چاندی کی طرح سپید تھے ان میں بال وغیرہ بھی نہ تھے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دعا میں اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے :

حتى يرى بياض ابطيه (بخاری)

کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سپیدی دیکھ لی۔

ابن سعد، حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب سجدہ فرماتے تو :

يرى بياض ابطيه

آپ کے بغلوں کی سپیدی نظر آجایا کرتی تھی۔

امام طبری حضور ﷺ کے خصائص میں ذکر کرتے ہیں کہ تمام آدمیوں کے بغلوں کا رنگ متغیر ہوتا ہے لیکن آپ کے بغل مبارک کا رنگ متغیر نہ تھا۔

انہ لا شعر فیہ نیز آپ کے بغل میں بال بھی نہ تھے (خصائص ص ۶۳، ج ۱)

بغل مبارک کی خوشبو...... دارمی قبیلہ حریش کے ایک شخص راوی وہ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے ماعز بن مالک کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو میں گھبرا گیا۔ آپ نے مجھے اپنے سینہ سے لگا لیا :

سال علی من عرق ابطہ مثل ریح المسک (حوالہ مذکور)

اور آپ کے بغل مبارک کا پسینہ مجھ پر ٹپکنے لگا جس میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔

قد مبارک

تیرا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

حضور سرور عالم ﷺ کا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی تھا نہ بہت دراز اور نہ بہت کوتاہ، جس سے یہ معجزہ ظاہر ہوتا تھا کہ جب آپ ﷺ چلتے تو ہر طویل قد و قامت کے آدمی آپ ﷺ کے آگے پست نظر آتے تھے۔ جب آپ ﷺ قوم کے درمیان بیٹھتے تو آپ ﷺ کے مونڈھے سب سے بلند رہتے تھے۔

امام بیہقی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی وہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا اور بلند قامت آدمیوں سے بھی آپ ﷺ اونچے دکھائی دیتے تھے۔ امام ابن سبع نے آپ ﷺ کے خصائص میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو :

فیکون کتفہ علی من جمیع الجالسین (خصائص ص ۶۸ ج ۱)

تو مجلس کے تمام آدمیوں سے آپ کے دوش مبارک بلند نظر آتے :

تیرا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

سر اقدس...... حضور سرور عالم ﷺ کا سر مبارک قدرت خداوندی کا نمونہ تھا۔ نہایت معتدل اور قامت اقدس پر موزون' سر کے بال سیاہ' چمکیلے گھونگھر والے تھے۔ بالوں کے برکات و حسنات اور معجزات کا بھی ٹھکانا نہ تھا۔ زرقانی میں ہے کہ حضور علیہ السلام کا سر مبارک :

عظیم الھامۃ شدید سواد الراس واللحیہ (ابن عساکر)

بڑا مگر اعتدال سے زیادہ نہ تھا بال سیاہ چمکدار تھے۔

یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ جب ابوجہل ایک پتھر لے کر آپ ﷺ پر حملہ آور ہوا اور چاہتا یہ تھا کہ پتھر سے کچل دوں تو سر اقدس کی عظمت و رفعت سے گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا کہنے لگا جب میں آپ ﷺ سے قریب ہوا تو میں نے ایک نہایت خطرناک دانتوں والا اونٹ دیکھا جو مجھے کھانا چاہتا تھا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبریل تھے اگر ابوجہل قریب آتا تو پکڑا جاتا۔ (ابن ہشام)

اللہ اکبر! جبریل جیسا ملکوتیوں کا شہنشاہ' رحمت عالم ﷺ کے در کی دربانی کرتا ہے۔

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا
سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

پیشانی مبارک...... حضور محمد مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کی پیشانی مبارک کشادہ اور نورانی تھی اس قدر چمکدار اور روشن تھی کہ جب رات کو پیشانی سے ہاتھ اٹھا لیتے تھے تو معلوم ہوتا کہ :

کانہ ھو السراج المتوقد یتلالا

ایک روشن چراغ ہے جو دمک رہا ہے۔ (جواہر البیان)

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

نور کا فوارہ...... خطیب ابن عساکر ابو نعیم و دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے راوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ میرے سامنے تشریف فرما تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی اور حضور ﷺ کی پیشانی اقدس کو پسینہ آرہا تھا اور اس سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ میں یہ دیکھ کر مبہوت ہوگئی اور کاتنے سے رک گئی حضور علیہ السلام نے فرمایا :

ما لک بهت قلت جعل جبینک یعرق و جعل عرقک یتولد نورا (خصائص)

کیوں حیرانی کیا ہے .... ؟ میں نے عرض کی سرکار (ﷺ) میرے مبہوت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینہ آرہا ہے اور پسینہ کے ہر قطرہ سے نور کا فوارہ جاری ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی چیز کو نہ دیکھا۔ میں نے دیکھا :

کان الشمس تجری فی جبینہ (حوالہ مذکور)

گویا کہ آفتاب آپ کی پیشانی میں رواں ہے۔

علامہ بوصیری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں :

منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

(قصیدہ بردہ)

حضور ﷺ حسن و جمال میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور آپ ﷺ کا جوہر حسن غیر منقسم تھا۔

گردن مبارک...... حضور سرور انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی گردن مبارک بھی ایک معجزہ تھی۔ اعتدال کے ساتھ طویل اور چاندی کی طرح سفید حسن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی صراحی دار تھی جس کا رنگ سفید تھا۔

کأن ابریق فضہ (شمائل ترمذی)

گویا آپ کی گردن چاندی کی صراحی تھی۔

اور حق تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا تمام جسم مبارک ہی بے مثال تھا۔ حضرت براء فرماتے ہیں :

احسن الناس وجها واحسنهم خلقا
حضور ﷺ چہرہ کے حسن و جمال اور خلق کے لحاظ سے سب میں زیادہ حسین تھے۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جب حضور نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال کو بیان کرتے ہوئے عاجز آجاتے تو آخری جملے ان کے یہ ہوا کرتے تھے کہ :

لم ارقبلہ ولا بعدہ مثلہ ﷺ
آپ کی مثال نہ آپ سے پہلے دیکھی گئی اور نہ بعد۔

عقل مبارک...... حضور پرنور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی فراست و دانائی بھی بے نظیر تھی اور تمام دنیا کے عقلاء آپ کی فہم و فراست کے معترف تھے اور ہیں۔

امام ابو نعیم حلیہ میں اور ابن عساکر وہب بن منبہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور ان سب میں یہ لکھا پایا ہے کہ جو عقل و فہم اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے۔ اس کی عظمت و رفعت کا یہ عالم ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہائے دنیا تک کے عقلاء کی عقلیں سید عالم ﷺ کی عقل کے مقابل ریت کا ایک ذرہ نظر آتی ہیں :

وان محمدا ارجح الناس عقلا و ارجحھم رایا
اور بے شک حضور ﷺ کو تمام دنیا کے انسانوں پر عقل و رائے کے لحاظ سے بھی ترجیح ہے۔

فضلات مبارک

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم ﷺ کے جمیع فضلات مبارکہ امت کے حق میں طیب و طاہر' باعث برکت و رحمت ہیں۔ لیکن خود آپ ﷺ کے حق میں آپ ﷺ کی عظمت شان کے سبب حکم اصلی باقی ہیں اور اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں سرکار علیہ السلام کے

کپڑوں سے اگر منی سوکھی ہوتی تو کھرچتی تھی اور اگر تر ہوتی تو دھو ڈالتی تھی دراں حال یہ کہ حضور ﷺ نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ کے کپڑے گیلے ہوتے تھے۔

اس حدیث سے فقہائے کرام نے استدلال کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے فضلات یعنی بول و براز وغیرہ آپ کے حق میں تو حکم اصلی پر باقی ہیں اور امت کے حق میں طیب و طاہر ہیں۔ چنانچہ فتاوی اسعدیہ جلد اول میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے اور اسی میں ص ۴ پر لکھا ہے :

واعلم ان منی نبینا ﷺ وکذا سائر فضلاتہ طاہر عند علمائنا الثلاثۃ

حضور نبی اکرم ﷺ کی منی اور تمام فضلات طاہر و طیب ہیں۔

لعاب اقدس...... سرور عالم نور مجسم ﷺ کا لعاب مبارک' سبحان اللہ! مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار' ہر مرض کے لئے اکسیر اور بے شمار برکتوں اور رحمتوں کا حامل ہے۔ امام ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ میرے مکان کے کنوئیں میں حضور انور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈال دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ :

فلم یکن بالمدینۃ بیر عذب منہا (خصائص ص ٦١ ج ١)

مدینہ میں کوئی کنواں ایسا نہ تھا جس کا پانی اس کنوئیں سے زیادہ میٹھا ہو۔

سبحان اللہ! لعاب مبارک کی برکت سے کنوئیں کا پانی میٹھا ہوگیا اور نہ صرف یہ بلکہ اس کنوئیں کا پانی بے مثل و بے نظیر ہوگیا اور مدینہ منورہ کا کوئی کنواں اس کنوئیں کی فضیلت نہ پاسکا کیوں؟ اس لئے کہ بے مثل انسان کا لعاب مبارک تھا بے مثل نے کنوئیں کے پانی کو بے مثل کر دیا۔

جس سے کھاری کنوئیں شیرہ جاں بنیں
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

پانی خوشبودار ہوگیا...... امام ابو نعیم حضرت وائل بن حجر سے راوی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا حضور پاک ﷺ نے اس

ڈول سے پانی نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے کنوئیں میں کلی فرمائی جس کا اثر یہ ہوا کہ :

ففاح منہ مثل رائحۃ المسک (ایضا)
کنوئیں سے مشک و عنبر کی خوشبو آنے لگی۔

لعاب مبارک کی عجیب برکت...... بیہقی و ابو نعیم حضرت رزینہ سے راوی وہ فرماتی ہیں کہ عاشورہ کے دن حضور ﷺ نے حضرت حسین و حسن علیہما السلام کو اپنے پاس بلایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا اور فرمایا کہ اب دونوں بچوں کو رات تک دودھ پلانے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوتا۔

فکان ریقہ یجزیھم (حوالہ مذکور)
اور آپ کا لعاب مبارک ان کو رات تک کافی ہوتا۔

سبحان اللہ! آپ کے لعاب مبارک میں کیسی عجیب و غریب برکت تھی کہ آپ کا لعاب مبارک دودھ کی جگہ کام دیتا تھا۔

ابی امامہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نہایت فحش گو بد زبان تھی ایک مرتبہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئی آپ ﷺ قدید تناول فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کی مجھے بھی دیجئے۔ آپ نے ﷺ اپنے سامنے سے کچھ عطا فرما دیا۔ اس نے عرض کی حضور ﷺ یہ نہیں بلکہ اپنے منہ کا نوالہ عطا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے وہ بھی عطا فرمایا اور اس نے فوراً کھا لیا۔ ابی امامہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے جھوٹا کھا لینے کے بعد اس عورت نے کبھی فحش کلامی نہ کی۔

فلم یعلم بعد ذلک من الفحشاء (ایضا)
اور کبھی، کسی نے اس کی بدزبانی کو نہ جانا۔

لعاب مبارک سے شفا...... ابن سعد، متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بیر بضاء پر تشریف لائے اور اس کنوئیں سے پانی کا ایک ڈول نکلوایا، نوش فرمایا۔ پھر ڈول میں لعاب مبارک بھی ڈالا اور کلی بھی فرمائی۔ پھر اس ڈول کا پانی واپس کنوئیں میں ڈلوا دیا۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو فرماتے :

اغسلوہ من ماء بضاء فیغسل فکانما حل من عقال (خصائص)
بیر بضاء کے پانی سے اس کو غسل کراؤ جب مریض غسل کرتے تو اسی وقت شفا ہو جاتی۔

ناظرین! اس کنوئیں کے پانی میں یہ قوت و طاقت اور برکت کیوں پیدا ہوگئی؟ صرف اس لئے کہ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈال دیا تھا یہ اسی کی برکت' اسی کی طاقت' اسی کا فیض تھا جو کنوئیں کے پانی سے ظاہر ہوا اور شافع الامراض نے کنوئیں کے پانی کو شافی الامراض بنا دیا۔

رافع نافع دافع شافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

خون اقدس کے برکات...... ابن جان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ایک غلام قریشی نے حضور علیہ السلام کے پچھنے لگائے۔ جسم اقدس سے جو خون نکلا وہ اس نے پی لیا حضور علیہ السلام نے فرمایا :

اذھب فقد احرزت نفسک من النار (خصائص ص ۲۵۲ ج ۲)
جا تو نے اپنے نفس پر آتش دوزخ حرام کرلی۔

فتاوی اسعدیہ میں ہے کہ یوم احد میں حضور ﷺ کے سر مبارک سے جو خون نکلا وہ حضرت مالک بن سنان ؓ نے پی لیا۔ حضور ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا :

من اراد ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا (اسعدیہ ص ج ۴)
جو زمین پر جنتی کو دیکھنا چاہے تو مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

خون اقدس کا ذائقہ...... شفا شریف (ملا علی قاری علیہ الرحمہ) میں ہے کہ ابن زبیر ؓ نے جب حضور ﷺ کا خون مبارک بطور تبرک پیا تو ان سے کسی نے پوچھا کہ خون کا ذائقہ کیا تھا.... ؟ ابن زبیر ؓ نے فرمایا :

اما الطعم فطعم العسل واما الرائحۃ فرائحۃ المسک
ذائقہ شہد کی طرح تھا اور خوشبو مشک و عنبر جیسی تھی۔ (شفاء ص ۱۴۲ ج ۱)

دیکھئے! حضور اکرم ﷺ کے خون اقدس میں مشک و عنبر کی خوشبو ہے اس کا ذائقہ شہد کی طرح ہے۔ اس کے پینے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے کیا عام انسانوں کے نضلات میں بھی ایسی برکت پائی جاتی ہے؟ کیا ہمسری کے دعویداروں کے خون میں بھی مشک و عنبر کی خوشبو ہوتی ہے؟

براز مبارک...... حضور نبی کریم ﷺ کے براز مبارک کے متعلق تفصیل کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی نوعیت کیا تھی کیوں کہ آج تک کسی نے آپ ﷺ کے براز مبارک کو دیکھا ہی نہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دربار رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں تو میں کوئی گندگی نہیں دیکھتی مگر :

الا کنب اشم رائحه الطیب

ہاں وہاں خوشبو ضرور پاتی ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا :

اما علمت ان اجسادنا تنبت علی ارواح اھل الجنۃ فما خرج عنھا من شئی ابتلعتہ الارض (خصائص ص ۷ ج ۱)

کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے جسم ارواح اہل جنت پر پیدا کئے گئے ہیں جو چیز نکلتی ہے اس کو زمین نگل جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم جو کھاتے ہیں وہ گندگی بنتی ہے اور حضور ﷺ چونکہ نور ہیں اس لئے آپ ﷺ جو تناول فرماتے ہیں وہ نور بنتا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :

ان الارض تبتلع مایخرج من الانبیاء ولا یری من شئی (حوالہ مذکور)

انبیاء سے جو نکلتا ہے زمین اس کو نگل جاتی ہے اور ان کا براز وغیرہ نظر نہیں آتا۔

بول مبارک کے برکات...... حاکم و دار قطنی و ابو نعیم، حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک شب حضور علیہ السلام بیدار ہوئے اور آپ ﷺ نے ایک پیالہ میں پیشاب فرمایا۔ جب میں رات کو اٹھی تو پیاسی

تھی میں نے آپ کا بول مبارک پی لیا اور صبح کو میں نے رات کا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا آپ ﷺ نے سنا...... :

فضحک وقال انک لن تشتکی بطنک بعد یومک ھذا ابدا (خصائص ج ۱ ص ۷۱)

تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا آج سے کبھی تجھے پیٹ کی بیماری نہ ہوگی۔

امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تخریج کی ہے کہ ایک عورت جن کا نام برکت تھا انھوں نے بھی آپ ﷺ کا بول مبارک پی لیا جس کی برکت سے وہ کبھی بیمار نہ ہوئی۔ (حوالہ مذکور)

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ حضرت ام ایمن نے آپ ﷺ کا بول مبارک پیا اور آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا بلکہ خوش ہوئے اور انہیں بشارت دی کہ تم اس کی برکت سے پیٹ کی بیماری سے محفوظ رہو گی۔

معلوم ہوا کہ امت کے حق میں حضور نبی کریم ﷺ کے فضلات مبارک طیب و طاہر، باعث برکت ہیں بلکہ دافع البلاء ہیں اور امراض کے ازالہ کی طاقت رکھتے ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم فوراً منع فرما دیتے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیتے کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

بول مبارک کی برکت...... امام طبرانی و بیہقی بسند صحیح روایت کرتے ہیں کہ حضرت برہ خادم ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی اکرم ﷺ کا بول مبارک پی لیا جس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ :

لقد احتضرت من النار بحظار (خصائص ص ۲۵۲ ج ۲)

تم نے اپنے نفس کو دوزخ سے بالکل بچا لیا ہے۔

غسالہ شریف کی برکت...... امام طبرانی، سلمہ امرۃ ابی رافع سے راوی وہ کہتی ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے غسل فرمایا تو میں نے آپ ﷺ کے غسل شریف کا پانی پی لیا اور آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

اذھبی فقد حرم اللہ بدنک علی النار (حوالہ مذکور)

جا تیرے جسم پر آتش دوزخ حرام ہوگئی ہے۔

سبحان اللہ! حضور نور مجسم ﷺ کی کیا شان ہے۔ آپ ﷺ کے

بول مبارک کے پینے سے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ غسل شریف کے غسالہ کی برکت سے آتش دوزخ سے نجات ملتی ہے۔ کیا ہمسری کے دعویدار حضور ﷺ کے بول مبارک کی بھی برابری کرسکتے ہیں .... ؟

قدم مبارک

الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

حضور نور مجسم ﷺ کے قدم مبارک ہموار تھے۔ اگر پانی ان پر پڑتا تو ڈھل جاتا تھا۔ تلوے کے بیان میں مختلف روایات ہیں' شمائل کے لفظ یہ ہیں :

خمصان الاخمصین

تلا مبارک اونچا تھا زمین سے نہ لگتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے :

احسن البشر قدما

قدم مبارک تمام انسانوں کے قدم سے حسین تھے۔

پاؤں کی انگلیاں قدرے موٹی اور مضبوط تھیں۔ انگوٹھے سے بعد والی انگلی دوسری انگلیوں سے طویل تھی۔ قدم مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ پتھر اس کے نیچے نرم ہو جاتا تھا اور نشان قدم پتھر پر بن جاتا تھا۔ (چنانچہ پاک و ہند اور بلاد اسلامیہ کے صدہا مقامات پر آپ کے نشان قدم موجود ہیں)۔

نہ مرے دل نہ جگر پر نہ دیدہ تر پر
کرم کرے وہ نشان کرم تو پتھر پر

ایڑیاں...... نرم اور چکنی اور صاف تھیں ان پر پانی نہ ٹھہرتا تھا۔ اعتدال کے ساتھ گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ کی ایڑیوں کی لطافت و پاکیزگی اور تلوے کی خوبصورتی کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ نور مجسم ﷺ کی نورانی ایڑیاں

سبحان اللہ! یہ وہ مقدس ایڑیاں ہیں جن کو روح القدس کے نورانی ہونٹ بوسہ دیتے ہیں اور روح الامین کے سر کا تاج ان کو سجدہ کرتا ہے۔

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

یہ وہ ایڑیاں ہیں جن کے سامنے شمس و قمر کے چہروں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے چاند کا دمکتا عارض مرجھا جاتا ہے' سورج کی جہانگیر روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں یہ خوشتر ایڑیاں

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

یہ وہ منور ایڑیاں ہیں جو دن کو سورج اور رات کو چاند بن کر چمکتی ہیں۔ کائنات کو اپنی عالمگیر روشنی سے منور کر دیتی ہیں اور ان کی ضیا سے عالم کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا ہے اور لامکاں تک ان کی روشنی سے مستفیض ہوتا ہے۔

جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید' شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

ایڑیوں کی طاقت...... ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ ہلتا پہاڑ ان مقدس ایڑیوں کے رعب و جلال سے ٹھہر جاتا ہے اور سہم کر خاموش ہو جاتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں کوہ احد پر جلوہ فگن تھے پہاڑ ہلنے لگا :

فضرب النبی ﷺ (بخاری)

حضور نے پہاڑ پر ٹھوکر ماری پہاڑ رک گیا

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

رفتار قدم...... ان کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ جس کے متعلق حضرت یزید رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے قدم پاک کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ :

حتی یھرول الرجل وراہ فلم یدرکہ (حجتہ اللہ ص ۶۹۷)

اگر کوئی شخص دوڑ کر بھی یہ چاہے کہ آپ تک پہنچ جائے تو نہ پہنچ سکتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہ دیکھا حضور محبوب کبریا ﷺ جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ

کان الارض تطوی لہ وانا لنجھد وانہ غیر الخ (حجتہ اللہ ص ۶۸۹)

زمین آپ کے لئے لپیٹ دی گئی ہے ہم کوشش کے باوجود آپ تک نہ پہنچ سکتے تھے۔

عرش تا فرش زمیں ہے فرش تا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نام خدا رفتار ہے

سبحان اللہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کوشش کے باوجود حضور ﷺ تک نہ پہنچ سکتے تھے گویا سرکار ﷺ کے نورانی قدم ایسے تھے کہ ان کی بھی کوئی برابری نہ کرسکتا تھا چہ جائیکہ ہمسری کا دعویٰ کیا جائے۔ ہاں ہاں یہ تو قدم نبوی ﷺ کی رفتار ہے زمین پر، ان کی رفتار عرش پر دیکھو جہاں جبریل علیہ السلام جیسا بلند پرواز عرض کرتا ہے کہ

ما لنا الا ولہ مقام معلوم لودنوت انملہ لاحترقت

حضور یہاں سے آگے نہیں جاسکتا سرکار پورے برابر بڑھوں تو جل جاؤں

اگر ایک سر موئے بر تر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

معلوم ہوا کہ جہاں شہباز سدرہ کی رفتار ختم ہو، ملکوتیوں کے شہنشاہ کے بازو تھک جائیں، وہاں سے رفتار قدم پاک مصطفیٰ علیہ السلام شروع ہو۔

نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

تصرفات قدم......ان مبارک ایڑیوں کے تصرفات میں سے ایک ادنیٰ تصرف یہ ہے کہ مقام ذوالمجاز پر ابو طالب کو پیاس لگی انہوں نے حضور ﷺ سے تشنگی کی شکایت کی حضور ﷺ نے یہ سن کر زمین پر ایڑی لگائی زمین سے چشمہ پھوٹ

پڑا :

فاذا انا بماء لم ارقبلہ ولا بعدہ (خصائص کبریٰ)

میری آنکھوں نے اس سے قبل اور بعد ایسا چشمہ نہ دیکھا تھا۔

ابو طالب نے سیر ہو کر پانی پیا۔ حضور ﷺ نے اپنی ایڑی مبارک مار کر چشمہ بند کر دیا اللہ اکبر! حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا مارتے ہیں پھر پانی نکلتا ہے۔ مگر مصطفیٰ علیہ السلام ایک ٹھوکر سے دریا بہا رہے ہیں معلوم ہوا کہ وہ موسیٰ تھے جنہیں عصا مارنے کی ضرورت تھی یہ مصطفیٰ محبوب خدا علیہ السلام ہیں انہیں عصا کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ان کے پائے اقدس میں موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے بھی زیادہ طاقت و قوت ہے۔

جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

اونٹنی کی سستی......امام مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو حضور ﷺ نے طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کی سرکار (ﷺ) میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے یعنی بہت سست ہے :

ضربہا برجلہ قال ابوہریرہ والذی نفسی بیدہ لقد رایت تسبق القائد (حجۃ اللہ)

آپ نے پائے اقدس سے ٹھوکر لگا دی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضور ﷺ کے قدم پاک کی برکت سے وہ اونٹنی ایسی تیز ہوگئی کہ کسی کو آگے نہ بڑھنے دیتی تھی۔

مرض کا ازالہ......ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بیمار ہوئے اور سخت بیمار ہوگئے یہاں تک کہ اپنی زندگی سے ناامید ہوگئے، حضور ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا :

فضربہا برجلہ وقال اللہم عافہ واشفعہ

آپ ﷺ نے ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا الٰہی ان کو عافیت عطا فرما۔
مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد سے مجھے اس مرض

کی کبھی شکایت نہ ہوئی۔

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

خواب گاہ مصطفیٰ ﷺ

خواب گاہ مصطفیٰ میں تیری عظمت پر نثار
تجھ میں آسودہ ہیں محبوب خدائے کردگار

محل وقوع...... نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کا محل وقوع حضرت سیدہ عفیفہ طاہرہ مقدسہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان ہے۔ سب سے پہلے بحکم نبوی، خود سرکار دو عالم ﷺ بعد از وفات اس خطہ پاک میں جلوہ فگن ہوئے۔ بعدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس مقدس بقعہ ارض میں مدفون ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح وہ معیت جو ان دونوں خلفائے کرام کو حضور علیہ السلام سے دنیا میں حاصل تھی وہ عالم برزخ میں بھی قائم رہی۔

خم ہوگئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے یہ رتبہ ہے ہمارا

تعمیر روضہ اقدس...... روضہ اقدس کی ابتداء اس چار دیواری سے ہوئی جس کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچی اینٹوں سے بنوایا تھا۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حجرہ میں مدفون ہوئے تو ۸۵ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحکم ولید کچی دیوار کی جگہ پکی چار دیواری بنوا دی۔ یہ دیوار بناتے وقت جب کھودا گیا تو دو انسانی پاؤں دکھائی دیئے۔ حضرت عروہ بن زبیر نے بتایا یہ پاؤں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں بعدہ ۵۵۷ھ میں حضرت غازی نور الدین شہید علیہ الرحمہ نے روضہ تعمیر کیا جس کی مختصر تفصیل یہ ہے :

صلیبی جنگ کے دوران ۵۵۷ھ میں دو رومی عیسائی مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ میں داخل ہوئے۔ وہاں انہوں نے محبت رسول ﷺ اور دینداری کا اظہار کیا اور کہا ہم تو صرف اس لئے ترک وطن کر کے یہاں آئے ہیں کہ جوار رسول اللہ

ﷺ یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے (پڑوس) میں رہیں اور عبادت کریں۔ مدینہ منورہ والے ان کی یہ بے پناہ عقیدت اور داد و دہش دیکھ کر ان پر **ریجھ** گئے اور روضہ مطہرہ کے بالکل متصل ان کو رہنے سہنے کے لئے ایک مکان بھی دے دیا۔ ان بزدلوں اور منافقوں نے اندر سے ہی روضہ پاک کی طرف سرنگ کھودنا شروع کی تاکہ اپنے گستاخ ہاتھوں سے جسد نبوی ﷺ کی گستاخی کریں۔

رات بھر کھودتے تھے اور صبح سویرے چمڑے کے دو تھیلوں میں وہ مٹی بھر کر جنت البقیع کے گرد و پیش ڈال آتے تھے اور پھر بقیہ دن اردگرد کے نخلستانوں اور قبا وغیرہ کی زیارت گاہوں میں گھوم گھوم کر پانی پلاتے۔ یہ زمانہ سلطان نور الدین شہید محمود بن زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور عرب ان کے زیر اثر آچکا تھا۔ انہوں نے ایک رات رحمت عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ دو گورے آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ دونوں کتے مجھے ستا رہے ہیں اور تو خبر نہیں لیتا۔

سلطان یہ خواب دیکھ کر چونک پڑا اور صبح کو علماء سے اس کی تعبیر دریافت کی مگر وہ نہ بتا سکے اور سلطان نے اس طرح تین راتیں متواتر خواب دیکھا۔ آخر صبر سے باہر ہو کر یہ خیال کیا کہ مدینہ منورہ میں ضرور کوئی حادثہ ہوا ہے اور مجھ کو جلدی وہاں پہنچنا چاہئے۔ چنانچہ وہ اپنے وزیر جمال الدین موصلی، بیس دیگر اراکین مجلس اور دو سپاہیوں کو ہمراہ لے کر سولہ روز میں شام سے مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ مدینہ منورہ والے اس کی اچانک آمد پر سخت حیران ہوئے چنانچہ امیرمدینہ منورہ نے جب ان سے اچانک آنے کا سبب پوچھا تو آپ نے تنہائی میں لے جاکر یہ ساری حیرت انگیز داستان سنائی اور پوچھاکہ روضہ پاک میں کوئی جدید امر تو ظاہر نہیں ہوا .... ؟ اس نے کہا نہیں، پھر سلطان کو بھی لے جا کر معائنہ کرایا۔ سب چیزیں بدستور تھیں مگر سلطان کو جو کھٹکا لگا ہوا تھا اسی طرح بدستور رہا۔ تب امیر نے آپ سے یہ کہاکہ اگر آپ ان دو شکلوں کو دیکھ کر پہچان سکیں تو میں انعام و اکرام اور سلام و دعا کے بہانے سے تمام اہل مدینہ منورہ کو آپ کے سامنے سے گزار دوں .... ؟ سلطان نے فرمایا میں ان کو یقیناً پہچان لوں گا۔

آخر یہی کیا گیا اور سب لوگ سامنے سے گزار دیئے گئے مگر وہ دونوں صورتیں نظر نہ آئیں۔ سلطان نے پوچھا کیا کوئی اور باقی نہیں رہا .... ؟ امیر نے کہا نہیں، مگر ہاں صرف دو مغربی حاجی ہیں جو نہایت صالح، سخی، جواد، عفیف، عبادت گزار، گوشہ نشین ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو بھی بلاؤ۔ جب وہ آگئے تو سلطان جو گھڑی بھر سے ان کی مدح و ثنا اور دینداری اور تقویٰ کی تعریفیں سن رہا تھا حیران ہوگیا اور امیر کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا ہاں یہ وہی ہیں لیکن سلطان نے تفتیش کرنے سے پہلے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا چنانچہ ان سے مصافحہ کیا۔ عزت و احترام سے بٹھا کر ان سے باتیں کیں۔ گفتگو کرتے ہوئے ان کے ہمراہ اس حجرہ میں جا نکلا جس میں وہ رہتے تھے۔ گو وہ اپنے طور پر مکان کے اندر باہر غور سے دیکھتے رہے لیکن اس سرسری مطالعہ سے کچھ چیز بظاہر نظر نہ آئی۔ طاق میں صرف قرآن حمید، وعظ و نصیحت کی چند کتابیں اور فقرائے مدینہ پر صدقہ و خیرات کرنے کے لئے ایک گوشہ میں تھوڑا بہت کچھ مال پڑا ہوا نظر آیا۔ یا وہ چٹائی دکھائی دی جس میں وہ درویش منش منافق اٹھتے بیٹھتے اور سوتے تھے۔

سلطان مایوس ہو کر جب واپس آنے لگا تو اس کو فرش کے نیچے پاؤں تلے کوئی چیز ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ چٹائی کو اٹھوایا تو دیکھا ایک تختہ ہے اس کو ہٹایا تو اندر سرنگ نظر آئی جو روضہ پاک کی طرف کھودی جارہی تھی۔ اسی وقت ان دونوں کو گرفتار کرلیا گیا اور ان سے ساری کیفیت دریافت کی ان دونوں نے اعتراف کیا کہ ہم اپنی حکومت کی طرف سے اس لئے بھیجے گئے تھے کہ رسول اکرم ﷺ کی مقدس نعش کو نکال کر روم میں لے جائیں۔

کہتے ہیں کہ جس رات یہ سرنگ روضہ اطہر کے قریب پہنچنے والی تھی اس رات ابر و باراں، بجلی اور زلزلہ عظیم آیا جس سے لوگ انتہائی وحشت اور پریشانی کی حالت میں مبتلا تھے آخر وہ دونوں ملعون حجرے کے متصل جالی والی دیوار کے نیچے قتل کر دیئے گئے۔

سلطان اس جانکاہ حادثہ کے تصور سے دیر تک زار زار روتا رہا۔ اس کے بعد بہت سیسہ جمع کیا اور حجرہ نبوی کی بنیادوں کو ۹ ذراع تک کھدوا کر نیچے سے سطح زمین

تک ان میں وہی سیسہ پلوا دیا تاکہ آئندہ اس قسم کی حرکت کا امکان ہی نہ رہے۔ پھر بدستور ان بنیادوں پر دیواریں کھڑی کر دی گئیں۔

(صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم)

آخری تعمیر ملک اشرف نے کرائی جو آج تک موجود ہے اور زیارت گاہ خلق و ملائک ہے اور عاشقان نبوی ﷺ کے دل کی تسکین ہے۔

ادب گا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

زیارت روضۂ انور......قرآن حکیم میں جہاں دیگر احکامات کا بیان ہے وہاں آداب نبوی ﷺ کے قوانین و ضوابط بھی بیان کئے گئے ہیں نیز حضور ﷺ کی عزت و تعظیم قیامت تک کے لئے فرض ہے اور آپ ﷺ کی حیات و وفات دونوں خیر و برکت ہیں۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہے :

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جائوک الایہ

اس آیت میں ہر شخص کے لئے خواہ وہ قریب ہو یا بعید، دعوت زیارت موجود ہے اور لفظ **جائوک** مطلق ہے جس کا خطاب صرف حیات ظاہری سے نہیں بلکہ حیات ظاہری و برزخی دونوں سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کے فیوض و برکات اور حل مشکلات کا سلسلہ جاری ہے۔

احادیث......ابتداء اسلام میں نبی علیہ السلام نے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا مگر بعد میں زیارت قبور کی اجازت دی بلکہ زیارت قبور کو ثواب قرار دیا اور عام مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے اسلاف کے مقابر پر جاکر فاتحہ خوانی کریں اور ثواب دارین حاصل کریں لیکن سب سے زیادہ حصول ثواب حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کا ہے۔ چنانچہ شفاء السقام میں متعدد حدیثیں موجود ہیں۔ یہاں چند ایک نقل کرتا ہوں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :

(ا) من زار قبری وجبت لہ شفاعتی

جس نے میرے روضہ کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

(۲) من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی

جس نے بعد از وفات میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں میری زیات کی۔

(۳) من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

(۴) من زارنی متعمدا کان جواری یوم القیامہ

جو قصدا میری زیارت کے لئے مدینہ آیا وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔

(۵) من جاء نی زائرا لا یتعمد حاجہ کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیمہ

جو شخص محض میری زیارت کے لئے مدینہ آیا کسی اور کام کے لئے نہیں آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

ان احادیث کریمہ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مدینہ شریف میں صرف نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے روضہ اقدس کی زیارت اور محض آپ ﷺ کے دیدار کی غرض سے جانا' سفر کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اب اہل انصاف خود فیصلہ کر لیں کہ زیارت نبوی کے لئے سفر کا جواز ثابت ہوا یا نہیں۔ اس مسئلہ میں عاشقان نبی کا نعرہ تو یہ ہے کہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

تمت بالخیر

ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز و سنت صحابہ ہے

اتباع رسول اور محبت رسول کا جو جذبہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں تھا وہ تاریخ کے زریں صفحات پر سنہرے حرفوں میں ثبت ہے۔ صحابہ کرام کی زندگی اتباع رسول کا ایک ایسا مکمل نمونہ تھی کہ جس کے سامنے غیروں کی گردنیں بھی عقیدت مندانہ انداز میں خم ہیں۔ آیئے قرآن کریم و احادیث کریمہ اور اقوال و افعال صحابہ کرام سے یہ ثابت کریں کہ ان میں ندائے یا رسول اللہ ﷺ کس طرح مروج تھا۔

قرآن کہتا ہے ...... **لا تجعلوا دعا الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** (سورہ نور آیت ۶۳)

جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو اس طرح حضور اکرم ﷺ کو نہ پکارا کرو۔

امام المفسرین شیخ الاسلام علامہ آلوسی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں **عن ابن عباس قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القسم فنہاھم اللہ و عن ذالک بقولہ سبحانہ لا تجعلوا الآیۃ فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ**

حضرات .... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں لوگ حضور ﷺ کو بلانے کے وقت یا محمد اور یا ابا القاسم کہہ کر پکارتے تھے تو اللہ نے ان کو اس سے منع فرمایا پھر لوگ (صحابہ کرام) حضور اکرم ﷺ کو یا نبی اللہ، یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارنے لگے۔

اس کے متصل علامہ لکھتے ہیں۔

و الظاہرا استمرار ذالک بعد وفاتہ الی الآن یہ حکم حضور ﷺ کی وفات سے لے کر اب تک عام ہے۔ (روح المعانی ج ۱۸، ص ۲۲۵)

امام الاحناف علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

یا رسول اللہ یا نبی اللہ و ھذا فی حیوته و کذا بعد وفاته فی جمیع مخاطباته

(ترجمہ) یا رسول اللہ یا نبی اللہ ﷺ کہو حضور کی زندگی میں بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی ہر قسم کے خطاب میں۔

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے ندا استعانت کیا ہے

حضرت عثمان کے دور خلافت میں ایک شخص آپ کے پاس آتا تھا مگر آپ اس کی طرف توجہ نہ کرتے تھے اس کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف جو کہ سرکار علیہ السلام کے صحابی ہیں سے ہوئی انہوں نے اس کو یہ دعا سکھائی جو کہ ایک بار حضور علیہ السلام نے ایک نابینا کو اپنی حیات ظاہری میں سکھائی تھی۔

○ **اللھم انی اسئلک و اتوجہ بک نبی الرحمہ یا محمد انی قد توجھک بک الی ربی** ... الی آخر (طبرانی، معجم صغیر ص ا)

نوٹ : ملاحظہ فرمائیں صحابی رسول، حضور اکرم ﷺ ہی کی بیان کی ہوئی دعا آپ کی وفات ظاہرہ کے بعد سکھا رہے ہیں جس میں **یا محمد** (ندا غائب) موجود ہے۔

صحابی رسول نے حضور کے وصال کے بعد اس دعا کی تلقین کی جس میں حضور کو لفظ "یا" سے ندا کر کے آپ سے درخواست کی گئی ہے کہ آپ دعا کی قبولیت کے لئے اللہ سے شفاعت کریں۔

ہر نمازی نماز پڑھتے وقت تشہد (التحیات) میں لفظ ندا کر کے حضور کو انشاء قصدا پکارتا ہے **السلام علیک ایھا النبی** اے نبی آپ پر سلام ہو ... یہاں حضور کا قصد اور انشاء موجود ہے۔ (عالمگیری، شامی، فتح الباری وغیرہ)

دین مصطفیٰ کے مبلغ اعظم شیخ الاسلام امام بخاری اور قاضی عیاض فرماتے ہیں۔ **خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمداہ** (ادب المفرد ص ۱۴۲، شفاء ج ۲، ص ۱۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو کسی نے ان سے کہا کہ اس کو یاد کرو جو تمہیں سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہے تو آپ نے بلند آواز سے پکارا **یا محمداہ** تو ان کا پاؤں فوراً صحیح ہوگیا۔

نوٹ : شیخ الاسلام علامہ ملا علی قاری شرح کرتے ہیں کہ **اظہار المحبتہ فی ضمن الاستغاثہ** ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اظہار محبت کے لئے بطور استمداد (مدد) و استغاثہ پکارا تھا۔

مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں جب صحابہ کرام کمزور پڑ رہے تھے تو اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے خصوصی اور امتیازی نعرہ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف صحابہ کرام کی توجہ مبذول فرمائی جس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

حافظ ابن کثیر اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں **ثم نادی بشعار المسلمین و کان شعارھم یومئذ یا محمداہ** (ص ۳۲۹ ج ۲، **البدایتہ و النھایہ**)

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوا کہ **ندائے یا رسول اللہ** ﷺ ثابت ہے۔ ندا غائب کے واقعہ کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (مسلم بین الفریقین) شیخ سیدی زروق کا قصیدہ نقل کرتے ہوئے یوں بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو وصیت کی تھی کہ ...

و ان کنت فی ضیق و کرب و وحشتہ
فنادا یا زروق ات بسرعتہ

ترجمہ ... اگر تو کسی تنگی میں ہو تو پکارنا یا زروق میں فوراً آموجود

ہوگا۔

شاہ صاحب کی عبارت سے واضح ہوا کہ ندائے غیر اللہ' غیر مستقلہ سماعت کے لئے کرنا جائز ہے۔

نوٹ : بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مزار کے قریب یا رسول اللہ کہنا جائز ہے اور دور سے شرک ہے۔

محترم حضرات ... اس اعتراض کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ جو امر شرک ہے وہ شرک ہے قریب اور دور سے شرک میں قید لگانا عقلا و نقلا باطل و مردود ہے۔

گذشتہ بیان میں ہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کی حدیث پیش کی جس میں اس شخص نے صحابی کی تعلیم پر یہ الفاظ کہے۔ **نبی الرحمہ یا محمد انی قد توجهت الی** الی اخر..... اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت سرکار علیہ السلام کے وفات ظاہری کے بعد کا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عنایت فرمائے

یا رسول اللہ کے نعرہ سے ہم کو پیار ہے
جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے